پاکستان کے وجود کو لاحق
خطرات و خدشات
اور۔ بچاؤ کی تدابیر

از

ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیمِ اسلامی

مکتبہ خدّام القرآن لاہور

کچھ کوَر کی تصویر کے بارے میں

یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کے عیسائیوں کی عظیم اکثریت پروٹسٹنٹس پر مشتمل ہے اور ان میں کچھ عرصے سے سب سے زیادہ فعال اور بائبل کی نشر و اشاعت اور تشریح و توضیح کرنے والے Evengelists کہلاتے ہیں' جن کے بعض شعلہ بیان مقررین نے اپنے ریڈیو اور ٹی وی کے ذاتی چینلز کا وسیع جال پھیلایا ہوا ہے۔ ان کا ایک ماہنامہ رسالہ فلاڈلفیا سے نکلتا ہے جس کا نام ہے ''The Philadelphia Trumpet''۔ جس ادارے سے یہ شائع ہوتا ہے اس کے بانی کا نام تو ہربرٹ آرم سٹرونگ تھا' لیکن اب رسالے کے مدیر مسٹر جیری فلیشر ہیں۔ کوَر کی تصویر اِس رسالے کی اشاعت بابت اگست ۲۰۰۱ء سے لی گئی ہے۔ یہ یہودیوں سے بڑھ کر اسرائیل کے حمایتی اور معاون ہیں۔ اس لئے کہ ان کا ایجنڈا اور صہیونیوں کا ایجنڈا ایک ہی ہے۔ ان دونوں کے نزدیک عظیم جنگ Armageddon جلد از جلد واقع ہو جانی چاہئے' جس کے نتیجے میں عظیم تر اسرائیل قائم ہو جائے گا' پھر تیسرے معبد سلیمانی' (Third Temple) کی تعمیر ہو سکے گی' اور اس میں حضرت داوٗد علیہ السلام کا تخت لا کر رکھا جائے گا ــــ اس سے آگے اختلاف ہے۔ یہودیوں کے نزدیک اس تخت پر اُن کا موعود منتظر ''مسیحا'' براجمان ہو کر پوری دنیا پر حکومت کرے گا اور عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ ابن مریم سلام علیہما آسمان سے نازل ہو کر اِس تخت پر بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کریں گے!

پراٹسٹنٹ فرقے کو رومن کیتھولک فرقے سے شدید عناد ہے۔ چنانچہ وہ پوپ کو برملا ''شیطان'' کہتے ہیں۔ ان کا الزام رومن کیتھولک عیسائیوں پر یہ ہے کہ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع سماوی کے بعد دوسرے ملینیم کے آغاز میں پوپ اربن ثانی نے عظیم کروسیڈ جنگ کا میدان گرم کیا تھا جس کے نتیجے میں ۱۰۹۹ء سے ۱۱۸۷ء تک یروشلم پر عیسائیوں کا قبضہ رہا تھا' اسی طرح اب تیسرے ملینیم کے آغاز میں پوپ جان پال ثانی آخری کروسیڈ (The Last Crusade) کے لئے پورے یورپ کو اکٹھا کر کے ''ہولی رومن امپائر'' کی تجدید کرنا چاہتا ہے تاکہ پورا عالم عیسائیت فلسطین اور اسرائیل کو فتح کر کے وہاں رومن کیتھولک ریاست قائم کر دے ــــ اِس پس منظر میں نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی تصویر سامنے آتی ہے جس کے مطابق ''رومی'' مسلمانوں پر ایک ایسے لشکر جرار کے ساتھ حملہ آور ہوں گے جس میں اسّی عَلم ہوں گے اور ہر عَلم کے تحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے ــــ!

تصویر میں شمالی جانب جو گنبد ہے وہ قبۃ الصخرہ (Dome of the Rock) ہے جو اِس چٹان پر اموی حکمران عبدالملک بن مروان نے بنوایا تھا جس سے معراج شریف میں نبی اکرم ﷺ کا آسمانی سفر شروع ہوا تھا۔ اور جنوب کی جانب کا گنبد مسجد اقصیٰ کا ہے' اور یہودی ان دونوں کو منہدم کر کے اپنا Third Temple بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس پر جو عظیم خونریزی ہوگی اس کے ہلکے سے تصور سے بھی انسان کانپ جاتا ہے۔

پاکستان کے وجود کو لاحق

خطرات و خدشات

اور بچاؤ کی تدابیر

☆

از

ڈاکٹر اسرار احمد

بانی تنظیم اسلامی

نام کتاب ــــــــ پاکستان کے وجود کولاحق خطرات وخدشات
اور بچاؤ کی تدابیر

تاریخ اشاعت ــــــــــــــــ جون 2004ء

تعداد اشاعت ــــــــــــــــ 5300

ناشر ــــــــــــــــ ناظم مکتبہ خدام القرآن لاہور

مقامِ اشاعت ــــــــــــــــ 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون:03-5869501

مطبع ــــــــــــــــ شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت (اشاعت خاص) ــــــــ 20روپے

قیمت (اشاعت عام) ــــــــ 10روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

نائن الیون کے حادثۂ فاجعہ کے بعد جس طرح عالمی سطح پر تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور اس کے فوراً بعد امریکہ نے جس مہم جوئی کا آغاز کیا ہے اس کے پیش نظر عالم اسلام بالعموم اور وطن عزیز پاکستان کا مستقبل بالخصوص شدید خطرات سے دوچار ہوگیا ہے۔ ان خطرات سے صرف اہل نظر ہی واقف نہیں ہیں بلکہ ارباب اقتدار کی جانب سے بھی ان خدشات سے نمٹنے کے لئے پیش بندی کی صدائیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔ صدر پرویز مشرف نے ان خطرات سے بچاؤ کے لئے ''روشن خیال اعتدال پسندی'' کو لازم قرار دیا ہے۔ لیکن حقیقتاً معاملہ اتنا سادہ نہیں جتنا ہم لوگ سمجھ رہے ہیں۔ ان انتہائی خوفناک حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ حالات و واقعات کا سنجیدہ تجزیہ کیا جائے اور پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ایسا ٹھوس حل تلاش کیا جائے کہ ہم اپنے ماضی سے رشتہ برقرار رکھتے ہوئے اس بھنور سے اپنی ڈوبتی ہوئی کشتی کو نکالنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ایسا صرف اُس واحد سپریم پاور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہی سے ممکن ہوسکتا ہے جو اس کائنات کا ربّ اور خالق ہے۔ دنیا کی کوئی سپر پاور ہماری ناؤ کو ڈوبنے سے نہیں بچاسکتی۔

زیرِ نظر کتابچے میں دینی سکالر اور خادم قرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے موجودہ عالمی حالات و واقعات کے پس منظر میں پاکستان کے حقیقی مسائل کی نہ صرف نشان دہی کی ہے بلکہ ان کے حل کی طرف بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ ان کے دلائل سے کوئی بھی دردِ دل رکھنے والا پاکستانی اختلاف نہیں کرسکتا۔ یہ کتابچہ آپ کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے کہ آپ خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو بھی مطالعے کی ترغیب دیں۔ اس طرح ہمیں یقین ہے کہ وطن عزیز کی سلامتی کے حوالے سے آپ کو اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریاں ضرور یاد آئیں گی۔

ناظم نشر و اشاعت

تنظیم اسلامی پاکستان

ترتیب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ...... امّا بعد:

اعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم ۔ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۞ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۞ سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۞﴾ (الاعراف: ۱۷۵۔۱۷۷)

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۞﴾ (التوبۃ: ۷۵۔۷۷)

﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۞﴾ (یونس: ۹۸)

تمہید

آج کے موضوع پر گفتگو سے قبل میں اپنے گزشتہ ہفتے کے خطاب کا خلاصہ بطورِ تمہید آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میری آج کی گفتگو دراصل اُسی سابقہ خطاب کا تسلسل ہے۔ پچھلے خطاب میں موجودہ عالمی حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے میں نے عرض کیا تھا کہ اس معاملے کی تین سطحیں ہیں۔ سب سے اُوپر اور سب سے نمایاں بات یہ ہے کہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ، جسے ہم عام طور پر امریکہ کہہ دیتے ہیں، اس وقت روئے ارضی پر واحد سپریم طاقت ہے۔ دنیا یک قطبی ہو چکی ہے اور امریکہ ٹیکنالوجی اور

اپنی عسکری قوت کے اعتبار سے اس وقت' معاذ اللہ' یہ کہنے کے لئے حق بجانب ہے کہ ''لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ'' یعنی آج کس کے ہاتھ میں اختیار ہے؟ قیامت کے دن تو جواب دیا جائے گا کہ ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ ''اللہ کے لئے جو تنہا ہے اور قہار ہے''۔ لیکن آج دنیا کی سطح پر اس کا جواب یہی ہے کہ ''امریکہ''۔

دوسرے یہ کہ ایک تہذیب نے عالمی سطح پر اس پورے کرۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس کی تین سطحیں ہیں اور یہ تہذیب بے خدا ہی نہیں' خلافِ خدا ہے۔ پہلی سطح سیاسی ہے' یعنی سیکولرازم کہ ہمارے اجتماعی معاملات میں' ریاست اور حکومت کے معاملات میں' قانون سازی کے معاملات میں کسی خدا' کسی آسمانی ہدایت' کسی وحی' کسی شریعت کا کوئی دخل نہیں۔ یہ سیکولرازم آج پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے۔

دوسری سطح مالیاتی ہے اور پوری دنیا میں سود کی بنیاد پر بینکنگ سسٹم رائج ہے۔ یہ سود ہماری پوری معیشت کے اندر تانے بانے کی طرح بنا ہوا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس کی چھوٹی بہن جُوا ہے' جو ہمارے ہاں تو بہت ہی زیادہ پھیل گیا ہے۔ ہر شے کو بیچنے کے لئے لاٹری کا پراسیس ہے۔ ویسے بھی دنیا کے اندر سٹاک ایکسچینج اور دولت کے الٹ پھیر کی بنیاد یہی جُوا ہے۔ اس نظام کا تیسرا ستون انشورنس ہے!

سماجی سطح پر بے حیائی' عریانی' فحاشی' آزاد جنس پرستی ہے۔ چاہے وہ جنس پرستی مرد وعورت کے درمیان (heterosexual) ہو' چاہے وہ دو عورتوں (lesbians) کے درمیان ہو اور چاہے دو مردوں (gays) کے درمیان ہو' اس کی کھلی اجازت ہے۔ خاندانی نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ مغرب میں تو یہ نظام بتمام وکمال وجود میں آ چکا ہے' جبکہ مشرق کی طرف بھی یہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک سیلاب کی شکل میں امڈا آ رہا ہے۔ اسی کلچر' اسی تہذیب کو ہماری ساری نسل دیکھ رہی ہے اور ظاہر بات ہے اس میں چمک دمک ہے' جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا ؎

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!

یہ جھوٹے نگینے ہیں، لیکن چمکدار تو بہت ہیں۔ یہ نظام زہر کی طرح سرایت کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس تہذیب کو فروغ دینے کے لئے بین الاقوامی سطح پر بڑی عظیم کانفرنسیں ہو چکی ہیں، جن کا حوالہ میں دے چکا ہوں۔ عریانی و فحاشی کا یہ جو سیلاب آ رہا ہے جسے اب یونائیٹڈ نیشنز اسمبلی نے سوشل انجینئرنگ (سماجی تعمیر) کا نام دیا ہے، اس کا ہدف بھی شمالی افریقہ اور خاص طور پر ایشیا کے مسلمان ممالک ہیں جہاں بحیثیت مجموعی خاندانی نظام ابھی کچھ برقرار ہے، شرم و حیا کی کچھ نہ کچھ وقعت اور قیمت ہے، عفت و عصمت کی کوئی قدر ہے۔

تیسری سطح پر ایک مذہبی کشاکش ہے۔ یہ کشاکش ذرا خفیہ سی ہے، اسے عام لوگ نہیں جانتے۔ اس مذہبی کشاکش میں اس وقت سب سے مؤثر کردار یہودیوں کا ہے، جو اس وقت عالم انسانیت کی عظیم ترین سازشی قوت ہے۔ سازشیں کرنا (conspiracies) اور طویل المیعاد پروگرام بنا کر ان کو پورا کرنا، اس میدان میں اس قوم کے مدمقابل کوئی نہیں آ سکتا۔ اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ پوری دنیا پر ان کا اقتصادی قبضہ ہو جائے۔ براہِ راست فوجی قبضہ نہیں، بلکہ اقتصادی قبضہ۔ مزید برآں مشرقِ وسطیٰ کے اندر ایک بڑی ریاست گریٹر اسرائیل قائم کر کے، پھر مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ کو گرانا اور اس کی جگہ پر اپنا تھرڈ ٹمپل تعمیر کرنا اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کا تخت لا کر رکھ دینا۔ یہ ہے ان کا پروگرام اور اس کے اوپر وہ عمل پیرا ہیں۔ دوسری طرف تمام عیسائی قوتیں ان کے تابع ہو چکی ہیں۔ البتہ بعض عیسائی، خاص طور پر پروٹسٹنٹ، ان میں بھی خاص طور پر Baptists اور ان میں بھی اخص الخواص کے اعتبار سے Evengelists یہودیوں کے مکمل آلہ کار ہیں۔ اور نوٹ کر لیجئے کہ صدر بش Evengelist ہے۔ عیسائی دنیا خاص طور پر یورپ کے کیتھولک عیسائی جن کی فرانس، جرمنی، سپین اور اٹلی میں اکثریت ہے، یہ اصل میں فلسطین میں ایک عیسائی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گویا مسلمانوں کے خلاف دونوں ہیں۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ جیسے دوسرے ملینیم کے شروع میں کروسیڈ شروع ہوئی تھیں، اب یہ فائنل کروسیڈ

ہونے والا ہے۔ یہ کروسیڈ (صلیبی جنگ) کا لفظ بش کی زبان پر بھی آ گیا تھا۔ پہلے والے کروسیڈ کا مقصد یہ تھا کہ ارض مقدس پر ان کا قبضہ ہو جائے۔ یہ علاقہ یہودیوں کے لئے بھی ارض مقدس ہے' عیسائیوں کے لئے بھی اور مسلمانوں کے لئے بھی۔ البتہ یہودیوں کی پشت پناہی کر کے عیسائی وہاں یہودی مملکت کیوں قائم کرنا چاہتے ہیں؟ اسے ذرا سمجھ لیجئے! ان کا عقیدہ ہے کہ جب گریٹر اسرائیل بن جائے گا' بڑی عظیم جنگ آرمیگاڈان ہوگی' عربوں کا خون خرابہ کیا جائے گا' مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصّخرہ گرا دیئے جائیں گے' وہاں پر معبد سلیمانی بن جائے گا اور وہاں تخت داؤدؑ لا کر رکھ دیا جائے گا تب حضرت مسیحؑ دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے اور اس تخت داؤدؑ پر بیٹھ کر دنیا میں حکومت قائم کریں گے۔ لہٰذا ان کی یہ خواہش ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا مین جلد از جلد آئیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ سارے واقعات جلد از جلد واقع ہو جائیں۔

ایک بات مزید نوٹ کر لیجئے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا مشترک دشمن اسلام اور مسلمان ہیں اور ان کا سب سے بڑا ٹارگٹ پاکستان ہے۔ اس وقت کی عالمی صورت حال یہ ہے اور بحالاتِ موجودہ اسلام کے بحیثیت دین' ایک مکمل نظام زندگی کی حیثیت سے نافذ ہونے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ ہاں اسلام صرف ایک مذہب کی حیثیت سے زندہ رہ سکتا ہے۔ صرف ہمارے عقائد' عبادات اور سماجی رسومات جو انفرادی زندگی تک محیط ہیں' مغرب کو گوارا ہیں' باقی سیاسی نظام' معاشی نظام اور سماجی نظام وہ ہو گا جو تین سطحیں میں نے گنوائیں۔ اس کے علاوہ کسی نظام کو وہ دنیا میں برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اس معاملے میں اس وقت سب سے بڑا گٹھ جوڑ امریکہ اور یہودیوں کا ہے۔

آج کا موضوع

مجھے آج ''پاکستان کے وجود کو لاحق خطرات و خدشات اور بچاؤ کی تدابیر'' کے حوالے سے گفتگو کرنی ہے۔ بحمد اللہ' میرا معاملہ یہ رہا ہے کہ میں ہمیشہ سے پاکستان کے مستقبل کے بارے میں پرامید رہا ہوں۔ لیکن نائن الیون کے بعد ہم نے جو راستہ

اختیار کیا اور جس کے ہولناک نتائج اب سامنے آ رہے ہیں' اس کے پیش نظر میرے شدت احساس کا یہ عالم ہے کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ کیا پاکستان کے خاتمے کی الٹی گنتی (count down) شروع ہو چکی ہے؟ اور کیا ابھی نجات کا کوئی راستہ کھلا ہے؟

ان دونوں سوالوں کے بارے میں جب میں غور کرتا ہوں اور قیام پاکستان سے لے کر اب تک کے حالات کا جائزہ لیتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ واقعتاً پاکستان کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع کی جا چکی ہے اور بہتری کی طرف لے جانے والا ہر راستہ بظاہر بند نظر آتا ہے' لیکن قرآن وسنت کی جو رہنمائی اللہ نے مجھے بخشی ہے اس کی بنا پر پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ واقعتاً ابھی تک ایک راستہ کھلا ہے۔ اگرچہ اس ضمن میں اب مہلت بہت کم ہے۔ گویا معاملہ وہی ہے کہ ع ''دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا!''

کسی ملک یا سلطنت کے خاتمے کی دو صورتیں

بات سمجھ لیجئے! کسی مملکت یا سلطنت کے ختم ہونے کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ وہ زمین ختم ہو جائے' وہ سرزمین آسمان میں چلی جائے یا پاتال میں دھنس جائے' بلکہ سلطنتوں یا مملکتوں کے خاتمے کی دو شکلیں ہوتی ہیں۔

ایک یہ کہ balkanization ہو جائے' اس کے حصے بخرے ہو جائیں اور سابق نام باقی ہی نہ رہے۔ یعنی پھر دنیا کے نقشہ پر پھر اس نام سے کوئی خطہ نہ ہو۔ اور یہ ایک عجیب تاریخی حقیقت ہے کہ پچھلی یعنی بیسویں صدی عیسوی اس اعتبار سے بے مثال ہے کہ اس کے آغاز میں ایک عظیم سلطنت عثمانیہ ختم ہوئی' اس کے حصے بخرے ہوئے' ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور سلطنت عثمانیہ کا نام دنیا میں ختم ہو گیا۔ اب نقشے میں آپ کو سلطنت عثمانیہ کا نام لکھا ہوا کہیں نظر نہیں آئے گا' حالانکہ وہ Great Ottoman Empire تھی' جو Great Roman Empire کی طرح تین براعظموں میں پھیلی ہوئی تھی۔ پورا شمالی افریقہ' پورا مغربی ایشیا اور پورا مشرقی یورپ

اس میں شامل تھا۔ لیکن اس عظیم سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے ہوئے' لے دے کے ترکوں کے پاس ترکی نام کا ایک چھوٹا سا ملک رہ گیا۔ اس سلطنت کا نام ختم ہو گیا۔ اب آپ کو ڈھونڈے سے بھی پتہ نہیں چلے گا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کہاں ہوتی تھی' اور یہ معاملہ ہوا ہے پچھلی صدی کے آغاز کے بیس سالوں کے اندر اندر' تقریباً دوسری دہائی کے خاتمے پر۔ اس کے برعکس پچھلی صدی کی آخری دہائی میں ۱۹۹۰ء کے قریب USSR ختم ہوئی' جو دنیا کی ایک سپر پاور تھی۔ آج دنیا کے نقشے میں USSR نام لکھا ہوا کہیں نظر نہیں آتا۔ یہ تو کوئی زیادہ پرانی بات نہیں ہے' ابھی کُل پندرہ سولہ برس ہوئے ہیں۔ اسی طرح سے پاکستان کا بھی امکان ہے کہ یہ صورت حال پیش آ جائے۔

مملکتوں کے ختم ہونے کی ایک دوسری شکل بھی ہے۔ وہ یہ کہ لکیر بھی برقرار رہے' نام بھی برقرار رہے' لیکن اس کی کوئی خود اختیاری نہ ہو' اس کے اندر کوئی self determination نہ ہو' اس میں اپنے اصولوں کے دفاع میں کھڑے رہنے کی طاقت نہ ہو اور وہ کسی دوسری بڑی سلطنت و مملکت کے تابع مہمل کی شکل اختیار کر لے یا یوں کہیے کہ سیٹلائٹ یعنی طفیلی ملک بن جائے۔ یہ دوسری شکل ہے اور پاکستان کے مستقبل کے لئے یہ امکان بھی ہے کہ پاکستان بھارت کا سیٹلائٹ بن کر رہ جائے اور بھارت چاہے تو ان لکیروں کو قائم رکھے' چاہے تو حصے بخرے کر دے۔ غالباً اس کی مصلحت اسی میں رہے گی کہ زیادہ سر درد مول نہ لے' مختلف صوبے ہوں گے تو ان میں سے ہر ایک سے الگ الگ نپٹنا پڑے گا' اس کے حق میں بہتر یہ ہو گا کہ پاکستان ایک سٹیٹ کی حیثیت سے یکجا رہے اور اس کی حقیقت بس نیپال سے کوئی دس گنا بڑے ملک کی ہو لیکن اس کی حیثیت نیپال سے زیادہ نہ ہو۔

پاکستان کے مستقبل کے بارے میں پیشین گوئیاں

اب آپ دیکھیں کہ پاکستان کے بارے میں دنیا میں کیا پیشین گوئیاں ہو رہی ہیں۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا!!

سب سے پہلے میں ایک مسلمان مصنف سید ابوالمعالی کی کتاب کا حوالہ دوں گا۔ پیدائشی طور پر یہ بہار سے تعلق رکھتے تھے۔ تقسیم کے تقریباً چند دن پہلے پیدا ہوئے تھے۔ وہاں سے والدین کے ساتھ مشرقی پاکستان گئے' وہاں سے پورا خاندان مغربی پاکستان آ گیا۔ ان کی بیشتر تعلیم کراچی میں ہوئی' پھر یہ مغربی ممالک میں چلے گئے جیسے بہت سے لوگ گئے ہیں۔ وہاں پر انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہے اور وہاں کافی بڑے دانشور سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب وینٹیج پریس مین ہٹن نیویارک سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہو کر ۱۹۹۳ء میں پاکستان آئی تھی۔ کتاب کا نام '' The Twin Eras of Pakistan '' ہے۔ یعنی پاکستان کے جڑواں ادوار۔ اس میں ہماری سیاسی تاریخ میں آگے پیچھے آنے والے سیاسی اور فوجی ادوار کا تذکرہ ہے۔ مغرب میں دانشور جو گفتگوئیں کرتے ہیں یا وہاں کے سیاسی پنڈت جو پیشین گوئیاں کرتے ہیں درحقیقت انہوں نے اس کا ایک مجموعی تاثر اس کتاب میں دے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ۲۰۰۶ء میں پاکستان آٹھ ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا ہو گا۔ ان میں سے چار آزاد ریاستیں ہوں گی' تین تو خالص پاکستان سے نکلیں گی' جبکہ ایک بھارت اور پاکستان سے کچھ علاقے جوڑ کر بنائی جائے گی۔ انہوں نے جن تین خالص پاکستانی ریاستوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے ایک ری پبلک آف بلوچستان ہوگی اور پورا موجودہ بلوچستان اس میں شامل ہوگا۔ ان کے بقول یہ اس علاقے کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ' سب سے زیادہ خوشحال اور سب سے زیادہ معدنی اور صنعتی طاقت ہوگی۔ دوسری کراچی اور حیدر آباد کو ملا کر اردو بولنے والوں کے لئے لیاقت پور یا لیاقت آباد کے نام سے ایک ریاست بن جائے گی۔ تیسری ریاست سندھو دیش کے نام سے ہوگی۔ یعنی جن علاقوں کا outlet سمندر پر ہے وہ سب ایک آزاد قوم' آزاد ملک' آزاد ریاست بن جائیں گے' جبکہ شمالی علاقہ جات مثلاً گلگت' ہنزہ وغیرہ اور آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر (جس کو ہم

مقبوضہ کہتے ہیں اور انڈیا آزاد کشمیر کہتا ہے) ان کو جوڑ کر ایک کشمیری ریاست وجود میں آجائے گی اور یہ امریکہ کا بڑا پرانا خاکہ ہے۔

آج سے کچھ عرصہ قبل تو امریکہ کی اسسٹنٹ سیکریٹری آف سٹیٹ رابن رافیل نے کھل کر بیان دیا تھا کہ ہم ان دونوں کشمیروں (پاکستانی کشمیر اور بھارتی کشمیر) کے ساتھ پاکستان کے شمالی علاقہ جات شامل کر کے' جو کہ کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کے ماتحت تھے اور مزید یہ کہ لدّاخ کے جو علاقے پاکستان نے چین کو دے دیئے تھے چین سے واپس لے کر ایک آزاد ملک بنائیں گے۔ اس کے بعد بہت عرصے تک یہ آواز نہیں آئی تھی' لیکن اب امریکہ کے ایک سینیٹر نے یہی بات پھر کہی ہے کہ کشمیر کے مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ انڈین کشمیر' پاکستانی کشمیر اور شمالی علاقوں سے دونوں ملکوں کی فوجیں واپس چلی جائیں اور یہ علاقہ یونائیٹڈ نیشنز اسمبلی کو دے دیا جائے' وہ یہاں پر اپنے اہتمام میں استصوابِ رائے (plebiscite) کروائے اور اس کے اندر کشمیریوں کے لئے تین اختیارات (options) ہوں کہ آپ ہندوستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ـــــ یا پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں ـــــ یا آزاد و خود مختار کشمیر چاہتے ہیں۔ حالات جس نہج پر جا رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا رخ خود مختار کشمیر کی طرف ہو گا۔ اس لئے کہ وہ پاکستان سے مایوس ہو چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان نے ہمیں دھوکہ دے کر ہمارے اتنے لوگ مروا دیئے اور اب اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔ لہٰذا ان کے options میں پاکستان نہیں آئے گا اور وہ آزادی چاہیں گے اور یہ آزاد ریاست امریکہ کی سازشوں کا گڑھ بنے گی۔ یہ ایک نیا اسرائیل بنے گا۔ ایک اسرائیل ایشیا کے مغرب میں ہے اور ایک اسرائیل ایشیا کے بطن میں قائم کیا جائے گا۔ اس لئے کہ آج امریکہ کی Containment of China Policy وہی اہمیت رکھتی ہے جو چالیس برس تک Containment of USSR Policy کی تھی۔ اس کے لئے یہاں قدم جمانے کا موقع مل جائے تو اسے اور کیا چاہئے! وہ ایک ایک کشمیری کو سونے چاندی میں تول سکتا ہے۔ وہ ان کو خوشحال بنانے کے لئے بڑی سے بڑی مراعات اور

امداد دے گا' تا کہ اس کا اس علاقے کے اندر عمل دخل قائم ہو جائے۔ بہر حال میں نے اس کی تھوڑی سی تفصیل بیان کر دی ہے کہ یہ امریکہ کی پرانی سکیم ہے جو اب پھر اٹھ کر سامنے آ رہی ہے۔

چار خود مختار ریاستوں کے قیام کے بعد جو چار حصے پاکستان باقی رہ جائے گا اس میں ایک شمالی پاکستان ہو گا' یعنی چترال سے لے کر مالا کنڈ تک۔ پھر مالا کنڈ کے پہاڑ سے لے کر نیچے پختون علاقے تک مغربی پاکستان ہو گا۔ پھر یہ کہ سندھ میں سے سندھو دیش بناتے ہوئے ایک چھوٹی سی پٹی نکالی جائے گی تا کہ بچے کھچے پاکستان کو بھی سمندر تک رسائی حاصل ہو جائے۔ اس لئے کہ موجودہ کراچی تو لیاقت آباد کے اندر چلا جائے گا۔ پورٹ قاسم جو بنائی جا رہی ہے وہ سندھو دیش کے لئے ہے۔ بہر حال سندھ سے راستہ دے کر بقیہ پاکستان کو سمندر تک پہنچا دیا جائے گا۔ باقی سینٹرل پاکستان ہو گا' اس میں پنجاب کے ساتھ کچھ سرائیکی علاقہ شامل ہو گا۔ جبکہ کچھ سرائیکی علاقہ بلوچستان میں اور کچھ سندھ میں چلا جائے گا۔ جو باقی ہو گا وہ اس سینٹرل پاکستان میں آ جائے گا۔ یہ ایک پیشین گوئی ہے جو کسی کافر کی نہیں' کسی یہودی کی نہیں' بلکہ مسلمان دانشور ڈاکٹر ابوالمعالی سیّد کی ہے۔ یہ وحی نہیں ہے' لیکن بہر حال اس میں ان سازشوں کا انعکاس موجود ہے جو فضا کے اندر ہو رہی ہیں۔ گویا ع "تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں!"

دوسری پیشین گوئی امریکہ کے سب سے بڑے تھنک ٹینک کی ہے جو امریکہ کی وزارت خارجہ کے پالیسی ونگ کا تھنک ٹینک ہے۔ اس میں سب سے اونچے پندرہ اداروں کے سربراہ شامل ہیں۔ انہوں نے چند سال پہلے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ۲۰۲۰ء میں پاکستان کے نام سے کوئی ملک نہیں رہے گا۔ گویا کہ جو حشر سلطنت عثمانیہ کا اور سوویت یونین کا ہوا تھا وہ پاکستان کا بھی ہو جائے گا۔ سب سے پہلے یہ رپورٹ بھارت کے ایک جریدے "آؤٹ لک" میں شائع ہوئی تھی۔ پھر اسے روزنامہ جنگ نے اپنی ۱۶ ستمبر ۲۰۰۰ء کی اشاعت میں شائع کیا اور ساتھ لکھ دیا کہ اسے کسی مجذوب کی بڑ نہ سمجھا جائے' بلکہ اسے سنجیدگی سے نوٹ کیا جانا چاہئے۔

تیسری بات رابرٹ کیلان نے کی۔''The End of the Earth'' کے عنوان سے ان کا مضمون ۲۰ رستمبر ۲۰۰۰ء کو روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوا تھا۔ وہ اس میں لکھتے ہیں:''Pakistan is a failed state''یعنی پاکستان ہر اعتبار سے ناکام ریاست ثابت ہو چکی ہے' جلد ہی اس میں خانہ جنگی شروع ہو گی اور انتشار اور انارکی پیدا ہو جائے گی۔ اس مضمون میں ایک خاص بات یہ کہی گئی ہے کہ پاکستان اور افغانستان گویا کہ ایک یونٹ کی شکل میں ہوں گے۔ یہ چند حوالے ہیں جو میں نے آپ کو دیئے ہیں۔

اس دردناک انجام کے اسباب: پہلا بنیادی اور داخلی

اب آیئے اس کے اصل اسباب کی طرف کہ ایسا کیوں ہوگا؟ جبکہ میں بھی کہہ رہا ہوں اور میرا یہ موقف ہے کہ واقعتہً پاکستان کے خاتمے کی الٹی گنتی شروع ہو چکی ہے تو اس کے اسباب کیا ہیں؟ میں ان اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک ہے اصل اور بنیادی' اور داخلی اور خود کردہ اور دوسرا فوری اور خارجی۔ اس ''خود کردہ'' کے بارے میں کسی نے کہا ہے ع ''خود کردہ را علاجے نیست''۔ کسی اور نے آپ کی ساتھ کوئی برائی کی ہو تو شاید اس کا کوئی مداوا ہو سکے' لیکن اگر آپ نے خود کی ہو تو اس کا کوئی مداوا نہیں۔ پاکستان کے قیام کا جو اصل مقصد تھا اس کو ہم نے ترک کیا۔ اب یہ ایک بے مقصد ملک ہے۔ یہ ایسا تیر ہے جس کا کوئی ہدف ہی نہیں۔ ع ''آہ وہ تیر نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف''۔ اقبال اور جناح جو مؤسسین پاکستان تھے' انہوں نے کہا تھا کہ ہم پاکستان اس لئے چاہتے ہیں کہ عہد حاضر میں اسلام کے اصولِ حریت و اخوت و مساوات کا ایک عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں' تاکہ ایک لائٹ ہاؤس وجود میں آ جائے' یہ پورے عالمِ انسانیت کے لئے روشنی کا ایک مینار ثابت ہو۔ اس لئے کہ دنیا میں اندھیرا ہے' انسان کو نظامِ عدل اجتماعی کی تلاش ہے' لیکن مل نہیں رہا۔ اس نے بڑی قلابازیاں کھائی ہیں۔ وہ فرانس کے انقلاب کے ذریعے ملوکیت اور جاگیرداری کے

دور سے نکلا تو سرمایہ داروں کے ہتھے چڑھ گیا۔ پہلے جاگیردار مسلط تھا' اب بدترین شکل میں سرمایہ دار مسلط ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے ردعمل میں کمیونزم آیا' وہ بھی ختم ہو گیا۔

اب انسان پھر انتظار میں کھڑا ہے اور امریکہ اور اس کے اتحادی سب یہی چاہتے ہیں کہ ان کا نظام سیکولرازم ہی پوری دنیا میں قائم و دائم رہے' سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام کا تسلط برقرار رہے اور مغربی تہذیب پوری دنیا پر چھا جائے جس میں شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تمام تقاضے ختم ہیں۔ دوسری طرف اگر کوئی نظام نہ آیا' یعنی اسلام سامنے نہ آیا تو پھر کمیونزم سے ملتی جلتی کوئی شکل دوبارہ دنیا میں آ جائے گی۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف انسان نے بغاوت کی تھی تب ہی تو کمیونزم آیا تھا' اور آج جب یہ سرمایہ دارانہ نظام گلوبل ہو رہا ہے تو اس کے خلاف پھر بغاوت ہو رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی گلوبلائزیشن کے لئے کوئی میٹنگ ہوتی ہے تو مخالف مظاہرے ہوتے ہیں' سیٹیل میں ہنگامے ہوئے' توڑ پھوڑ ہوئی اور کرفیو لگا۔ واشنگٹن میں ہوئے' ڈیووس میں ہوئے۔ دنیا میں کتنی جگہوں پر بڑے عظیم مظاہرے ہوئے ہیں۔ مغرب والوں کو معلوم ہے کیا ہو رہا ہے۔ پہلے بھی اس سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف بغاوت بھی مغرب میں ہوئی تھی' اس لئے کہ روس مغرب کا حصہ شمار ہوتا ہے' اگرچہ مشرقی ملک بھی ہے اور اب عین کیپٹل ازم کے گھر کے اندر بغاوت اٹھ رہی ہے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ امریکہ اور اس کی تمام اتحادی قوتیں زور لگا کر چاہیں گی کہ اس بغاوت کو کچل دیں' Nip the evil in the bud کے مصداق اٹھنے سے پہلے ہی اس کا سر کچل دیا جائے۔

مؤسسین پاکستان اقبال اور جناح کے افکار میں تو زیادہ زور اسلام کے نظامِ اجتماعی پر تھا' یعنی اسلام کا سیاسی' اقتصادی اور سماجی نظام۔ (System of Social Justice as given by Quran) لیکن تحریک پاکستان کی علماء و مشائخ نے جو حمایت کی تھی ان کے پیش نظر یہ تھا کہ اس خطے میں اسلامی قوانین اور اسلامی شریعت نافذ کی جائے۔ بے شمار علماء و مشائخ نے اس تحریک کی حمایت کی تھی۔ پیر جماعت علی شاہ' پیر صاحب مانکی شریف اور وقت کے تقریباً تمام مشائخ مسلم لیگ

کے ساتھ تھے۔ اگرچہ جمعیت علماء ہند اور مولانا مدنی ؒ قیامِ پاکستان کے مخالف تھے' لیکن علماء کی بہت بڑی تعداد ساتھ تھی۔ خود شبیر احمد عثمانی ؒ علماءِ دیو بند سے ٹوٹ کر آ گئے تھے! جمعیت علماء ہند سے کٹ کر جمعیت علماء اسلام بنی تھی اور اس نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا ساتھ دیا۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ اسلامی سزائیں اور اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں۔ یہ دونوں پہلو سامنے رکھئے' جو ایک دوسرے سے قدرے مختلف لیکن درحقیقت لازم وملزوم ہیں۔ قائداعظم اور علامہ اقبال دونوں کے نزدیک اسلام کا نظامِ اجتماعی تھا جو انسان کو عدل دیتا ہے' جبکہ علماء و مشائخ کے نزدیک اسلامی قوانین وشریعت خصوصاً حدود وتعزیرات کا نفاذ تھا جو اس نظام کو سہارا دیتے ہیں۔ لیکن ہوا کیا ہے؟ ساڑھے چھپن سال گزر گئے اور ان میں سے کسی ایک جانب بھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ لے دے کر ایک حدود آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا' اس کے خلاف بھی ہمارے ہاں بغاوت ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے آپ کا سارا elite طبقہ سراپا احتجاج بنا ہوا ہے' خواتین کی لیڈر کھڑی ہو گئی ہیں کہ اس کو ختم کیا جائے۔ اور ویسے بھی وہ اس پورے معاشرے میں غیر مؤثر ہے' اس کی بالکل کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہمارے ہاں زکوٰۃ نافذ کی گئی تو سود میں سے کمیشن لے لیا' اللہ اللہ خیر سلاّ۔ اس طرح زکوٰۃ بدنام ہو گئی' حالانکہ دعویٰ یہ تھا کہ نظامِ زکوٰۃ نافذ کیا جائے گا۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ نظامِ زکوٰۃ کے ذریعے سوشل سکیورٹی کا مکمل نظام نافذ کیا جائے' تاکہ ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی گارنٹی دی جا سکے۔ مغرب نے سوشل سکیورٹی کا نظام مسلمانوں کے نظامِ زکوٰۃ سے ہی اخذ کیا ہے کہ ریاست کے ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی کفالت حکومت کے ذمہ ہے۔ اگر کوئی کسی مل یا دفتر میں کام کر رہا ہے وہ تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہے' لیکن اگر کسی کو کوئی ملازمت نہیں مل رہی تو حکومت کے ذمہ ہے کہ اس کو اتنی رقم دے کہ وہ اپنا ضروری خرچ چلا سکے۔ کسی کے پاس مکان نہیں ہے تو حکومت اسے مکان مہیا کرے۔ انہوں نے poor houses بنائے ہوئے ہیں اور بے گھروں کو مکان کی چابی مل جاتی ہے۔ دعویٰ تھا کہ یہاں بھی یہ سب کچھ زکوٰۃ کے ذریعے ہو جائے گا۔ لیکن زکوٰۃ

نافذ ہوئی بھی تو لولی لنگڑی‘ اس لئے کہ یہ تو زکوٰۃ کے نام پر سیاسی استحصال تھا۔

اب اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اس کے بھی دو نتیجے ہیں۔ ایک نتیجہ خالص عقلی اعتبار سے ہے کہ پاکستان اپنی وجہ جواز کھو چکا ہے۔ جو اِس کا مثبت مقصد تھا ساڑھے چھپن سال کے اندر بھی اس کی طرف پیش رفت نہیں کی گئی۔ کسی بھی شے کے وجود کے لئے کوئی وجہ جواز ہوتی ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ کوئی شے جب اپنی وجہ جواز کھو بیٹھے تو اب وہ ایک ایسی کشتی کے مانند ہے جس کا لنگر ہی نہیں‘ لہٰذا کوئی لہر آئے گی تو اسے اِدھر لے جائے گی‘ کوئی اور زوردار لہر آئے گی تو اُدھر لے جائے گی۔ ہم اس وقت بے بنیاد ہیں۔ اس وقت زمین پر ہمارا کوئی قدم نہیں ہے‘ ہوا میں معلق ہیں۔ اس وقت ہم پر قرآن مجید کی وہ آیت راست آتی ہے جو یہود و نصاریٰ سے خطاب کر کے کہی گئی تھی:

﴿قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾

”(اے نبیؐ) کہہ دیجئے اے اہل کتاب! (اے یہودیو اور عیسائیو!) تم کسی شے پر قائم نہیں ہو (تمہاری کوئی بنیاد نہیں ہے‘ تمہاری کوئی جڑ نہیں ہے) جب تک تم تورات‘ انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف (زبور اور دیگر صحیفے وغیرہ) نازل کیا گیا ہے قائم نہیں کرتے“۔

اسے میں یوں کہا کرتا ہوں کہ ہمارا مُنہ ہی نہیں ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں‘ ہماری دعا ہمارے مُنہ پر دے ماری جائے گی‘ کہ کس مُنہ سے دعا کرتے ہو؟ تم نے ہمارے قانون‘ ہماری ہدایت کو تو نافذ کیا ہی نہیں۔ پاکستان کو اِس وقت یہی صورت حال درپیش ہے۔

مذہبی اعتبار سے نتیجہ یوں نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ سے ہم نے وعدہ خلافی کی۔ ہم نے کہا تھا اے اللہ! ہمیں انگریز اور ہندوؤں کی دوہری غلامی سے نجات دے۔ اس لئے کہ ہم پر انگریز کی غلامی کے ساتھ ہندو کی غلامی بھی تھی۔ ہم ہندو کی معاشی غلامی میں مبتلا تھے۔ ہندو بنیا ایک گاؤں میں بیٹھا ہوتا تھا اور وہ سود پر رقمیں دے کر مسلمانوں کی زمینیں ہتھیا لیتا تھا۔ ہندوستان میں پورا کاروبار‘ پوری صنعت ہندوؤں کے ہاتھ میں

تھی۔ بہت سے دانشور جب پاکستان کی برکات بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پورے انارکلی بازار میں مسلمانوں کی صرف ایک دکان تھی' جبکہ آبادی میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ تو ہمارے اوپر دو غلامیاں مسلط تھیں' ایک غلامی انگریز کی جو کہ عسکری' سیاسی اور ریاستی غلامی تھی' اور ایک ہندو کی معاشی اور سماجی غلامی۔ ہم ہندوؤں کے سماجی غلام بھی تھے۔ ہم ہندوؤں کے رسوم و رواج اور تہوار مناتے تھے' اور آج بھی مناتے ہیں۔ تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے ان سے نجات کی دعائیں مانگی تھیں۔ میں خود اس کا عینی شاہد ہوں۔ اُس وقت میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا ایک کارکن اور رہنما بھی تھا۔ اس لئے کہ میں حصار ڈسٹرکٹ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری تھا۔ وہاں صرف ہائی سکول کی فیڈریشن تھی' اس لئے کہ کالج تو پورے ضلع میں تھا ہی نہیں۔ صرف بھوانی نامی قصبے میں ایک کالج تھا جو ہندو سیٹھوں کا قصبہ تھا۔ ہم نے جلوس نکالے' نعرے لگائے: ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!'' ہم نے جمعہ اور عیدین کے اجتماعات میں دعائیں مانگیں: اے اللہ! ہمیں ہندوؤں اور انگریز کی دوہری غلامی سے نجات دے' تاکہ تیرے دین کا بول بالا کریں' تیرے نبیؐ کا دیا ہوا نظام قائم کریں۔ اللہ نے تو وعدہ پورا کر دیا لیکن ہم نے اللہ سے وعدہ خلافی کی۔

سورۃ الاعراف کی آیت ۱۲۹ میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب کچھ اسرائیلیوں نے کہا تھا: اے موسیٰ! آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں ستایا جاتا تھا اور اب بھی ستایا جا رہا ہے' یعنی آپ کی تشریف آوری سے ہماری حالت میں تو کوئی فرق نہیں آیا' تو انہیں موسیٰؑ نے جواب دیا: ﴿عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ﴾ ''قریب ہے تمہارا ربّ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے۔'' فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو تباہ کر دے۔ ﴿وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ﴾ ''اور زمین میں تمہیں خلافت عطا کرے (حکومت اور طاقت دے)''۔ ﴿فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''پھر وہ دیکھے گا تم کیا کرتے ہو!'' اسی امتحان میں ہم ساڑھے چھپن برس گزار چکے ہیں اور ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ ہم نے اللہ سے وعدہ خلافی کی ہے۔ اس وعدہ خلافی کا نتیجہ کیا ہے؟

جب کوئی قوم اجتماعی طور پر اللہ سے کوئی وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرے تو دنیا میں اس کی یہ سزا ملتی ہے کہ اس قوم کے اندر اجتماعی طور پر نفاق اور منافقت کا مرض پیدا کر دیا جاتا ہے۔ یہ نفاق اور منافقت اللہ کو کفر سے بھی زیادہ ناپسند ہے۔ جیسے کہا گیا ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ﴾ (النساء:۱۴۵) ''منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔'' اس لئے کہ انہیں حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم کیا گیا۔ چنانچہ سورۃ التوبۃ (آیت ۸۰) میں ارشاد ہوا: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ﴾ ''ان کے لئے آپؐ خواہ استغفار کریں یا نہ کریں' اگر آپؐ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا''۔

سورۃ التوبۃ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ ملاحظہ کیجئے: ﴿وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ ﴾ ''اور ان (مدینے کے منافقوں) میں ایک قسم اُن کی ہے جنہوں نے اللہ سے ایک عہد کیا تھا'' ﴿لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴾ ''کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا (غنی اور دولت مند کر دے گا) تو ہم خوب صدقہ و خیرات کریں گے اور نیک لوگوں میں سے ہو جائیں گے''۔ ﴿فَلَمَّآ اٰتٰھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا بِہٖ ﴾ ''پھر جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نواز دیا تو انہوں نے بخل سے کام لیا''۔ تجوریوں کے دروازے مقفل کر دیئے۔ ﴿وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ ''وہ اپنے عہد سے پھر گئے اور اللہ سے اعراض کیا'' ﴿فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰہَ مَا وَعَدُوْہُ ﴾ ''تو اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری پیدا کر دی قیامت کے دن تک کے لئے بسبب اس خلاف ورزی کے جو انہوں نے اللہ سے وعدہ کرنے کے بعد کی''۔ یہاں ''اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَہٗ'' کے الفاظ بہت خطرناک ہیں' لرزہ طاری کر دینے والے ہیں۔ ﴿وَبِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ﴾ ''اور بسبب اس کے جو وہ جھوٹ بولتے رہے''۔ اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے کہ ہم ایسا کریں گے۔ تو پاکستانی قوم اس وقت اس اعتبار سے اجتماعی منافقت کا شکار ہو چکی ہے۔ صرف کچھ

افراد ہیں جو اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ یہ بھٹکی ہوئی قوم اپنی راہ اور منزل کو دوبارہ یاد کرلے ؏ ''کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو'' تو ایسے لوگ مستثنٰی ہیں۔استثناءات سے تو قانون بالکل ثابت ہوجاتا ہے۔ اس لئے کہ Exceptions prove the rule ——وہ قانون یہ ہے کہ آج ہم بحیثیت مجموعی دنیا کی منافق ترین قوم ہیں۔

ہمارے ہاں دو قسم کے نفاق پیدا ہو چکے ہیں۔ ایک قومی نفاق ہے۔ پہلے ہم ہندوؤں کے مقابلے میں ایک قوم تھے۔ہم نے اپنی تحریک کے لئے ''دوقومی نظریہ'' کو بنیاد بنایا۔آج ہم نفاقِ باہمی کا شکار ہوکر قومیتوں میں تحلیل ہوگئے۔اب الگ الگ قومیں ہیں۔ چار تو شروع سے تھیں' پنجابی' پٹھان' بلوچی' سندھی' اب اس میں سرائیکی اور مہاجر قومیت کا اضافہ ہوا ہے' وہ بھی مدعی ہیں کہ ہماری علیحدہ قومیت ہے۔الغرض یہ نفاقِ باہمی کے مظاہر ہیں۔

دوسرا نفاق کردار کا ہے' یعنی جھوٹ' وعدہ خلافی اور خیانت۔ حضورﷺ نے فرمایا: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ' وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ' وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) ''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بولے جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے' کہیں امین بنایا جائے تو خیانت کرے''۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔اور مسلم کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: ((وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ)) ''چاہے وہ روزہ رکھتا ہو' نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو''۔یہ تین چیزیں ہمارے ہاں عوامی سطح پر تو جس طرح ہیں سب کو معلوم ہے' لیکن قابل توجہ اور قابل حذر بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو جتنا اونچے درجے پر ہے اتنا ہی جھوٹا' اتنا ہی وعدہ خلاف اور اتنا ہی بڑا خائن ہے۔سینکڑوں ہزاروں تو کیا اب اربوں کی خیانتیں ہوتی ہیں' غبن در غبن ہے۔گویا ہم اس وقت قومی سطح پر نفاق کے مریض ہیں۔

اس نفاق کے نتیجے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ''عذابِ ادنیٰ'' کی شکل میں ۱۹۷۱ء میں ہم پر نازل ہوا۔ ہمیں زبردست شکست ہوئی' ہمارے ۹۳ ہزار فوجی ہتھیار

پھینک کر ہندوستان کی قید میں چلے گئے۔ پاکستان دولخت ہوا۔ ہمارے ٹائیگر جنرل نیازی نے جنرل اروڑہ کو اپنا پستول پیش کیا۔ یہ بدترین اور شرمناک ترین شکست تھی۔ یہ عذابِ ادنیٰ ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ السجدۃ کی آیت ۲۱ کے الفاظ ہیں:

﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

''ہم انہیں مزہ چکھائیں گے چھوٹے عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے شاید کہ وہ لوٹ آئیں''۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کو جھنجوڑنے اور بیدار کرنے کے لئے چھوٹا عذاب بھیجا کرتا ہے' کبھی قحط کی شکل میں' کبھی سیلاب کی شکل میں' شاید کہ لوگ جاگ جائیں' اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ لیکن ہم نے عذابِ ادنیٰ سے' جو ایک حادثہ فاجعہ تھا' کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ پھر اب عذابِ اکبر ہے جو سر پر کھڑا ہوا ہے۔ اور یہ عذابِ اکبر بھی دنیا کا ہے۔ دنیا میں عذابِ اکبر یہ ہوتا ہے کہ کسی قوم کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ یہ دنیا میں مختلف قوموں پر آتا رہا ہے' قومِ نوح' قومِ لوط' قومِ صالح وغیرہ پر یہ عذاب آیا تھا کہ: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ''پھر ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی گئی''۔ جڑ اگر برقرار رہے تو وہ پودا دوبارہ اُگ سکتا ہے' لیکن جڑ سے اُکھاڑ دیا جائے تو اب پودے کے دوبارہ اگنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ان اقوام کے لئے یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ﴿لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ﴾ ''اب ان کے مسکنوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا''۔ قومِ ثمود نے چٹانیں تراش تراش کر جو محل بنائے تھے' ان میں رہنے والا اب کوئی نہیں ہے۔ اور یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ: ﴿كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا﴾ ''جیسے وہ کبھی آباد ہی نہیں تھے''۔ نسیاً منسیاً ہو گئے۔ یہ ہے عذابِ اکبر! اور نوٹ کیجئے' میں کم سے کم ۱۹۸۴ء سے اس کا انذار کر رہا ہوں۔ پورے بیس سال ہو گئے ہیں۔ اِس پورے ملک کے اندر میں واحد شخص ہوں جو اُس وقت سے کہہ رہا ہے کہ اگر ہم نے یہاں اسلام قائم نہ کیا تو پاکستان کا وجود نہیں رہے گا۔ یہ اپنی وجہ جواز کھو چکا ہے اور بے جواز چیز قائم نہیں رہا کرتی۔ اب بھی موقع ہے اسے مستحکم کر لو۔ میں نے اُس وقت ایک کتاب لکھی تھی

''استحکامِ پاکستان'' جس میں واضح کیا تھا کہ استحکام اس صورت میں آئے گا کہ یہاں اسلامی انقلاب آئے' اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی بھی قائم کیا جائے اور اسلامی قوانین اور شریعت بھی نافذ کی جائے۔ پھر میں نے اس کتاب کا دوسرا حصہ ''استحکامِ پاکستان اور مسئلہ سندھ'' کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس کتاب کے آغاز میں جلی حروف میں یہ عبارت موجود ہے:

''۹۳ھ مطابق ۷۱۲ء میں اسلام بیک وقت
برعظیم ہند میں براستہ سندھ
اور براعظم یورپ میں براستہ سپین داخل ہوا تھا۔
سپین سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ ہوئے
پانچ سو برس ہو چکے ہیں!
کیا اب وہی تاریخ سندھ میں بھی دہرائی جانے والی ہے؟
آگ ہے' اولادِ ابراہیمؑ ہے' نمرود ہے!
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟
فاعتبروا یا اولی الابصار!''

۱۴۹۲ء میں سقوطِ غرناطہ کے بعد مسلم سپین کا وجود ختم ہو گیا اور ۱۶۰۲ء تک جزیرہ نما آئبیریا میں ایک مسلمان بھی باقی نہیں چھوڑا گیا۔ یا تو قتل کر دیئے گئے یا جلا دیئے گئے یا پھر جہازوں میں بھر بھر کر شمالی افریقہ کے ساحل پر پھینک دیئے گئے۔ تو میں نے اس کتاب میں لکھا ہے: کیا یہی تاریخ ہندوستان میں بھی دہرائی جانے والی ہے؟ یہ میری ۱۹۸۶ء کی تحریر ہے۔ بنی اسرائیل جو سابقہ اُمت مسلمہ تھی جب ان پر بخت نصر کے ہاتھوں پہلا عظیم ترین عذاب آنے والا تھا' جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا بنایا ہوا معبد (مسجد اقصیٰ) اس طرح مسمار کر دیا گیا کہ اس کی کوئی دو اینٹیں بھی سلامت نہیں

رہیں' اور چھ لاکھ یہودی موقع پر قتل کیے گئے جبکہ چھ لاکھ کو وہ ہانک کر Babylonia لے گیا جہاں وہ سو برس تک حالت غلامی میں رہے' جسے وہ Era of Captivity کہتے ہیں۔ (اُس وقت عراق کو سلطنت بابل (Babylonia) کہتے تھے اور بخت نصر اس وقت کا نمرود تھا' اس لئے کہ عراق کے بادشاہوں کو نمرود کہا جاتا تھا) تو جب یہ سزا آنے والی تھی اس وقت بنی اسرائیل کے انبیاء یسعیاہ' یرمیاہ اور حزقیل (علیہم السلام) مسلسل انذار کرتے رہے اور کہتے رہے کہ دیکھو درخت کی جڑ پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ کلہاڑا تو گرتا ہے رکھا نہیں جاتا' لیکن آپ کے علم میں ہوگا کہ جلاد پہلے تلوار گردن پر رکھ کر معین کرتا ہے کہ اسے یہاں ضرب لگانی ہے' پھر وہ ضرب لگاتا ہے۔ اسی طرح کلہاڑے کو بھی پہلے لکڑی پر رکھا جاتا ہے کہ یہاں پر کلہاڑا مارنا ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے انبیاء آگاہ کرتے رہے کہ اب تو ہوش میں آ جاؤ اور جاگ جاؤ۔ لیکن ؏ "یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالم پیری!" کے مصداق کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور انہیں عبرت ناک صورت حال سے دوچار ہونا پڑا۔ حالی کے الفاظ ہیں۔

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا؟
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا[1]

مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفاں بپا ہے گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے

نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی!
پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی!!

(۱) مرض کی دوا کے بارے میں حدیثِ نبویؐ ہے:
((مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ دَوَاءً))
"اللہ نے جو بھی مرض پیدا کیا ہے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے"۔

تو اِس وقت یہی ہمارا حال ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ایک شخص بلعم بن باعوراء کا ذکر ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا﴾ ''(اے نبیؐ!) انہیں پڑھ کر سنایئے اس شخص کے حالات جسے ہم نے اپنی آیات عطا کیں''۔ بعض لوگوں نے آیات کا ترجمہ ''علم'' کیا ہے' لیکن ایسا نہیں ہے۔ آیات معجزوں کو بھی کہتے ہیں اور کرامات کو بھی کہتے ہیں۔ اس لئے خرقِ عادت واقعہ نبیوں کے لئے معجزہ ہوتا ہے اور غیر نبی اور اولیاء اللہ کے لئے یہ کرامات ہوتی ہیں۔ تو بنی اسرائیل میں کوئی صاحبِ کرامت بزرگ تھا جو بہت بڑا عالم بھی تھا اور زاہد بھی۔ فرمایا جارہا ہے ہم نے اسے اپنی آیات عطا کیں۔ ﴿فَانْسَلَخَ مِنْهَا﴾ ''تو وہ اُن سے نکل بھاگا'' اس نے اپنے اس مقام کو چھوڑ دیا۔ تورات میں اس کا ذکر آتا ہے کہ وہ ایک عورت کے چکر میں پھنس گیا اور پھر اس کی ساری نیکی' سارا تقویٰ ختم ہو گیا ﴿فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ﴾ ''تو اب شیطان اس کے پیچھے لگ گیا''۔ یہ بڑا اہم مقام ہے' پہلے انسان خود غلط حرکت کرتا ہے تب شیطان اُس کے پیچھے لگتا ہے۔ پہلا فیصلہ انسان کا اپنا ہوتا ہے۔ ﴿فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ ''پھر وہ ہو گیا بہت ہی گمراہ لوگوں میں''۔ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا﴾ ''اگر ہم چاہتے تو اسے مزید بلندی عطا فرماتے''۔ ﴿وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ ''لیکن وہ تو زمین میں دھنستا چلا گیا''۔ ﴿وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ج﴾ ''اور وہ اپنی خواہشات (حیوانی خواہشات) کی پیروی میں لگ گیا''۔ ﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ﴾ ''اس کی مثال کتے کی سی ہے' اس پر اگر تم بوجھ لاد دو گے تب بھی وہ ہانپے گا اور اگر چھوڑ دو گے (کوئی چیز نہ لادو) تب بھی وہ ہانپے گا۔'' اس کے اندر حرص اتنی زیادہ ہے کہ ہر وقت اس کی زبان باہر نکلی رہے گی اور رال ٹپکتی رہے گی۔ اب آگے فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج﴾ ''یہی مثال اس قوم کی ہے جو ہماری آیات کو جھٹلا دے''۔ ﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ ''آپ یہ واقعہ بیان کر دیجئے شاید کہ یہ کچھ غور و فکر

کریں''۔ اگلی آیت میں فرمایا: ﴿سَآءَ مَثَلاَ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاَنْفُسَھُمْ کَانُوْا یَظْلِمُوْنَ﴾ ''بہت ہی بری مثال ہے اس قوم کی جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتے رہے''۔

قرآن حکیم کی یہ مثال پاکستان پر صادق آتی ہے۔ پاکستان اللہ کی جانب سے ایک معجزہ تھا اور یہ باکرامت ملک تھا۔ اب دیکھئے پاکستان کی کرامات کیا تھیں۔ پہلے نمبر پر یہ کہ اُمت کی تاریخ کے دوسرے ہزار سال کے آغاز سے اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ مجددین عرب سے منتقل کر کے ہندوستان میں جاری کیا۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ یہیں کے مجدد ہیں، جن کے بارے میں اقبال نے کہا ع ''وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں! اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار'' ورنہ ہمہ اوستی تصور کے زیر اثر ہندوستان میں اسلام ختم ہونے کے قریب تھا۔ اس لئے کہ ''دینِ الٰہی'' کی صورت میں اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ بیسویں صدی عیسوی میں جتنے اعاظم رجال ہندوستان میں پیدا ہوئے کہیں اور پیدا نہیں ہوئے۔ علامہ اقبال جیسے مفکر، مولانا مودودی جیسے مصنف، مولانا الیاس جیسے مبلغ کی ٹکر کا شخص پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ خلافت کی تحریک چلی تو صرف ہندوستان میں۔ حالانکہ خلافت تو پوری دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ تھا، لیکن کسی اور ملک کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور یہاں ایسے زور سے چلی کہ مہاتما گاندھی کو بھی اس میں شریک ہونا پڑا۔ اور

بولیں اماں محمد علی کی   جان بیٹا خلافت پہ دے دو!
ساتھ ہو تیرے شوکت علی بھی   جان بیٹا خلافت پہ دے دو!

کی صداؤں سے پورا ہندوستان گونج گیا۔ چوتھی کرامت یہ ہے کہ یہاں آزادی کی تحریک چلی تو مذہب کی بنیاد پر چلی، ورنہ باقی پوری دنیا میں مقامی نیشنل ازم کی بنیاد پر تحریکیں چلیں۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا میں ملائی نیشنلزم اور عالمِ عرب میں عرب نیشنل ازم کی تحریک چلی ہے، اسلام کی نہیں۔ مصطفیٰ کمال اتاترک نے ترک نیشنل ازم کی بنیاد پر ترکی کو بچایا، سلطنت عثمانیہ ختم ہوئی لیکن کم سے کم ترکی بچ گیا، ورنہ ترکی کا نام ونشان مٹ جاتا

کیونکہ یورپ والوں میں انتقام کی آگ بھری ہوئی تھی کہ انہوں نے ہم پر ۴۰۰ برس تک حکومت کی ہے۔ اس لئے کہ پورا مشرقی یورپ سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھا۔

پانچویں کرامت یہ کہ پاکستان معجزانہ طور پر بنا ہے۔ اس لئے کہ گاندھی جیسے لیڈر، کانگریس جیسی جماعت اور ہندوؤں کی اکثریت کے علی الرغم پاکستان بن گیا۔ ہندو مسلمانوں سے زیادہ مالدار اور تعلیم یافتہ تھے۔ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی بہت سے مضبوط طبقات کانگریس کے ساتھ تھے۔ جمعیت علماء ہند بہت بڑی طاقت تھی۔ پنجاب میں احرار بہت بڑی طاقت تھے۔ سرحد میں سرخ پوش اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان بڑی طاقت تھے اور یہ سب کانگریس کے ساتھ تھے۔ گاندھی نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے صرف چند ہفتے پہلے کہا تھا کہ "پاکستان صرف میری لاش پر بن سکتا ہے" لیکن پاکستان بن گیا۔ حالانکہ قائد اعظم ایک سال پہلے کم از کم دس سال کے لئے علیحدہ اور آزاد پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو گئے تھے اور انہوں نے کیبنٹ مشن پلان قبول کر لیا تھا جس کی رو سے ہندوستان تین زونوں پر مشتمل ہوتا اور مرکزی حکومت ایک ہوتی۔

ان سب کے علاوہ ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ پاکستان ۲۷ رمضان المبارک کو لیلۃ القدر میں گویا "نازل" ہوا ہے۔ اور ان سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے کچھ ہی عرصے کے بعد یہاں قراردادِ مقاصد پاس ہو گئی اور اس میں یہ اعلان ہو گیا کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ یہ گویا سیکولرزم کے خلاف بغاوت تھی کہ ہمارا حاکم اللہ ہے اور ہم اپنے اختیارات کو کتاب و سنت کی حدود کے اندر اندر استعمال کریں گے۔

ان ساری کرامات کے ہوتے ہوئے بھی ہم سیکولرزم کی طرف چلے گئے اور آج تک چلے جا رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ﴿فَاتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ﴾ کے مصداق عالم انسانی کا سب سے بڑا شیطان (یہودی) ہمارے پیچھے لگ گیا۔ قرارداد مقاصد کے مصنف لیاقت علی خان کو قتل کر دیا گیا جس کی جرأت اور مردانگی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کے دورۂ امریکہ کے دوران یہودیوں نے ایک بڑے استقبالیہ میں ان سے کہا کہ اگر آپ

اسرائیل کو تسلیم کرلیں تو ہم آپ کو یہ یہ مراعات دیں گے تو انہوں نے جواباً کہا:

"Gentlmen! our souls are not for sale."

یعنی ''حضرات! ہماری روحیں بکاؤ مال نہیں ہیں'' اور ان کو اس کا مزہ انہوں نے یہ چکھایا کہ ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔ تو اب شیطان پیچھے لگ گیا۔ ۱۹۵۶ء کے دستور میں کچھ اسلام آنے لگا تھا تو ایوب خان کو بلا کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا گیا کہ ۵۶ء کا دستور بھی ختم کرو اور اس دستور ساز اسمبلی کو بھی ختم کر دو' نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ یہ سب یہودیوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ بہرحال یہ آیاتِ الٰہی سے ہمارا نکل بھاگنا تھا جس کی وجہ سے شیطان ہمارے پیچھے لگ گیا اور آج ہم اس جگہ پر آ گئے ہیں کہ پاکستان شاید نسیاً منسیاً ہو جائے' یعنی بالکل ختم ہو جائے اور اس کا وجود تک نہ رہے۔ ع ''تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں''۔ یا پھر یہ کہ بھارت کا تابع مہمل بن کر رہ جائے اور سر جھکا کر رہے۔

دوسرا خارجی اور فوری سبب!

میں نے عرض کیا تھا کہ اس کے دو سبب ہیں۔ ایک اصل' بنیادی' داخلی اور خود کردہ سبب ہے' جبکہ دوسرا خارجی اور فوری ہے' جو باہر سے آیا ہے اور یہ فوری سبب ہے۔ اس کے پیچھے اصل قوت یہود اور اسرائیل کی ہے' جو پاکستان کا خاتمہ چاہتے ہیں یا کم از کم یہ کہ اس کا ایٹمی اثاثہ ختم کر دیں' چاہے عسکری حملہ کر کے یا کسی اور ذریعے سے' تاکہ اس کے ایٹمی دانت توڑ کر اسے ہندوستان کے سامنے ڈال دیا جائے اور یہ اس کا تابع مہمل بن جائے۔ جان لیجئے اس وقت یہودیوں کو خطرہ صرف پاکستان سے ہے۔ میں بارہا بیان کر چکا ہوں کہ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد' جس میں اسرائیل کو بڑی فتح حاصل ہوئی تھی' یہودیوں نے پیرس میں ایک جشن منایا اور اس میں بن گوریان نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں کسی عرب ملک سے کوئی خطرہ نہیں ہے' ہمیں خطرہ ہے تو صرف پاکستان سے ہے۔ اور یہ بات ۱۹۶۷ء کی ہے جبکہ ابھی پاکستان ایٹمی

طاقت نہیں تھا' اس کے باوجود انہیں پتہ تھا کہ یہاں کچھ ایسے جذبات ہیں جن کی بنا پر امکان موجود ہے کہ یہاں اسلام ایک سماجی' سیاسی اور معاشی نظام کی حیثیت سے سامنے آ جائے۔ اور بن گوریان ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

"The Golden Era of our diaspora was Muslim Spain."

کہ ہمارے عہدِ انتشار کا بہترین دَور (جس میں کہ ہمیں فلسطین سے نکال دیا گیا تھا) مسلم سپین کا دور تھا۔ سپین کی فتح میں یہودیوں نے طارق بن زیاد کی مدد کی تھی' اس لئے کہ عیسائی یہودیوں پر سخت ظلم ڈھاتے تھے۔ لہٰذا طارق بن زیاد اور بعد کے مسلمان حکمران یہودیوں کی بہت قدر کرتے تھے اور انہیں وہاں بڑا عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ انہیں خوب اندازہ ہے کہ ان کے خلاف کہاں سے طاقت آئے گی۔ جان لیجئے کہ یہودی انبیاء کی پیشین گوئیوں کو خوب جانتے ہیں۔ حضور ﷺ کی احادیث میں جو پیشین گوئیاں ہیں انہیں ان سے بھی پوری آگاہی ہے۔ امریکہ میں ۱۱ر ستمبر کا واقعہ اسرائیل کی ''موساد'' نے ہی امریکہ میں بہت اعلیٰ مناصب پر فائز یہودیوں کے تعاون سے کرایا جو وہاں کی انتظامیہ کے اندر گھسے ہوئے ہیں' ورنہ یہ ناممکن تھا۔ امریکہ کے حکمرانوں میں سے ایک بہت بڑے ذمہ دار شخص نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسامہ کے پاس کوئی ایسا ساز و سامان نہیں ہے کہ وہ ۱۱ر ستمبر والا واقعہ کر سکے۔ یہ بات اُس وقت میں نے بھی کہی تھی کہ ایسی مہم جوئی اسامہ کے لئے ممکن نہیں۔ اب تو اس پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں' لیکن وہ ان چیزوں کو منظرِ عام پر نہیں آنے دیتے۔ اس فیصلے کے اندر امریکی حکومت کے لوگ موساد کے ساتھ شامل تھے۔ جہاز نے جیسے ہی ٹیک آف کیا تھا ایک گیس چھوڑ دی گئی تھی جس سے پائلٹ اور مسافر سب ہلاک ہو گئے اور اس جہاز کے اندر ایک کمپیوٹرائزڈ پروگرام پہلے ہی رکھا جا چکا تھا کہ جیسے ہی پائلٹ ختم ہو وہ کمپیوٹر جہاز کا پورا نظام کنٹرول کرے گا اور اس میں سارا پروگرام کہ جہاز کو کہاں جانا ہے اور کہاں ٹکرانا ہے پہلے سے feed کر دیا گیا تھا۔ بہرحال یہ ۱۱ر ستمبر کا سانحہ یہودیوں کا کیا ہوا ہے' لیکن طاقتور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کا رخ فوراً ''القاعدہ'' کی طرف

پھیر دیا گیا۔ اور میں نے تو "القاعدہ" کا لفظ پہلی بار صدر بش کی زبان سے ہی سنا تھا' ورنہ میرے علم میں نہیں تھا کہ یہ کون سی تنظیم ہے اور اس کا صغریٰ کبریٰ کیا ہے۔

جب ۱۱ ستمبر کا حادثہ پیش آ گیا تو صدر مشرف ایک ہی ٹیلی فون پر بتاشے کی طرح بیٹھ گئے اور "یوٹرن" لے لیا۔ گویا ع "دھمکی میں مر گیا' جو نہ باب نبرد تھا!" اس حادثے کے پانچ دن بعد ۱۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو انہوں نے علماء و مشائخ کا ایک اجلاس بلایا اور اس میں مجھے بھی دعوت دی گئی' حالانکہ میں نہ تو سکہ بند علماء میں سے ہوں اور نہ مشائخ میں سے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کو میرے ذریعے سے کچھ کہلوانا تھا جس کی ایک شکل پیدا کر دی گئی۔ دراصل صدر صاحب نے ان لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے بلایا تھا جو رائے عامہ ہموار کرنے میں حصہ لیتے ہیں۔ صدر صاحب کی تقریر کے بعد سب لوگوں نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ایک حق بات تو سب نے کہی کہ جناب ابھی تک اسامہ اور طالبان کے خلاف کوئی جرم ثابت نہیں ہوا ہے اور ثبوتِ جرم کے بغیر سزا دینا عدل و انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ لیکن اکثر حضرات نے یہ باتیں ذرا دبی زبان میں کہیں' جبکہ کچھ لوگوں نے تو بڑا چاپلوسانہ انداز اختیار کیا' جس سے مجھے غصہ آنا شروع ہو گیا۔ جب میری باری آئی تو میں نے کہا "دیکھئے صدر صاحب! اگر آپ نے اِس وقت طالبان کے خلاف امریکہ کا آلہ کار بننا پسند کیا تو تین باتیں نوٹ کر لیجئے! اولاً یہ عدل و انصاف کے مسلمہ اصولوں سے بغاوت ہو گی' اس لئے کہ ابھی کوئی جرم ثابت نہیں ہوا۔ دوسری بات یہ کہ یہ غیرت اور حمیت کے خلاف ہو گا۔ ہم نے طالبان حکومت کی حمایت کی۔ پاکستان نے طالبان کو بے نظیر کے دور حکومت میں وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کے ذریعے سے سپانسر کیا اور خود امریکہ اسے سپانسر کرنے والوں میں شامل ہے' اور ہم نے طالبان حکومت کو تسلیم بھی کیا ہے اور اسلام آباد میں آج بھی اس کا سفارت خانہ موجود ہے' ان کے سفیر ملا ضعیف موجود ہیں۔ بس صرف ایک دھمکی پر آپ ان سے پیٹھ پھیر لیں یہ سراسر غیرت و حمیت کے منافی ہے۔ آخر غیرت بھی کسی شے کا نام ہے۔

غیرت ہے عجب چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سرِ دارا!

لیکن ہمارا حال بحیثیت مجموعی یہ ہوگیا ہے کہ اب کوئی غیرت وحمیت باقی نہیں رہی۔ ع ''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے''۔ اور تیسری بات میں نے یہ کہی کہ یہ اللہ اور اس کے دین اسلام کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اس لئے کہ ایک مسلمان ملک کے خلاف ایک غیر مسلم کی مدد کرنا اسلام سے بغاوت ہے''۔

صدر صاحب نے اپنی تقریر میں تین مصلحتیں بیان کی تھیں کہ ''امریکہ کا ساتھ دینے سے (i) ہمارا کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے گا' امریکہ اسے حل کرا دے گا۔ (ii) ہمارا ایٹمی اثاثہ محفوظ رہے گا۔ (iii) ہم اس وقت کسی خطرے سے دوچار نہیں ہوں گے''۔ میں نے کہا ''آپ کی یہ تینوں باتیں ٹھیک ہیں' لیکن یہ عارضی ہیں۔ بہت جلد آپ کی باری بھی آ کر رہے گی۔ اس لئے کہ ان تمام واقعات کے پیچھے اصل سازش اسرائیل کی ہے' امریکہ کی نہیں ہے اور اسرائیل کا سب سے بڑا ہدف پاکستان ہے۔ اسرائیلیوں کو توقع یہ تھی کہ امریکہ ایک دم افغانستان اور اس کے حمایتی پاکستان پر جھپٹے گا' لہٰذا آپ کی باری تو آ کر رہے گی' یہ نہ سمجھئے کہ آپ بچ جائیں گے''۔ اب مجھے قطعاً خوشی نہیں ہے کہ میری پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ مجھے افسوس ہے' لیکن مجھے بھی یہ توقع نہیں تھی کہ اتنی جلدی معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ وہ تمام مصلحتیں ایک ایک کر کے دامن چھڑاتی جا رہی ہیں۔

سب سے پہلے مسئلہ کشمیر کو لیجئے! اوّلاً یہ کہ بھارت کے مقابلے میں ہمیشہ سے ہمارا موقف یہ رہا ہے کہ پہلے کشمیر پر بات ہوگی پھر کسی اور مسئلے پر! اور یہ بات بہت عرصے سے چلی آ رہی ہے۔ لیکن اب ہم اس سطح پر آ گئے ہیں کہ باقی ساری باتیں ہو رہی ہیں مگر کشمیر کے مسئلہ پر بحث و مذاکرہ کہیں آس پاس بھی نہیں ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ بھی کہہ رہے ہیں یہ کوئی ایک دو دن یا دو چار مہینوں میں حل ہونے والا مسئلہ نہیں ہے۔ کشمیر پر بات کرنے سے قبل جو Full Normalization بھارت چاہتا تھا آج ہم

نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

ثانیاً یہ کہ جس جہاد کو ہم چودہ سال سے سپانسر کر رہے تھے اور اسے جہاد فی سبیل اللہ قرار دے رہے تھے اس سے بھی ہم نے ہاتھ اٹھا لیا۔ اس کا ردِ عمل کشمیریوں میں یہ ہوا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان نے ہم سے دھوکہ کیا ہے' اس نے ہم کو مروایا ہے۔ میں جہاد کے نام پر کشمیر میں خفیہ مداخلت کا ہمیشہ سے مخالف تھا' اب میں بڑی تلخ بات کہہ رہا ہوں کہ پاکستان نے کشمیریوں سے ۱۹۶۵ء کا بدلہ لیا ہے۔ پاکستان نے ۱۹۶۵ء میں اپنے بہترین کمانڈوز کو اس توقع پر کشمیر میں داخل کر دیا تھا کہ کشمیری مسلمان مدد کریں گے' لیکن کشمیریوں نے کوئی حمایت نہیں کی اور وہ تقریباً سارے کے سارے شہید ہو گئے۔ اس کے برعکس یہ ہوا کہ بھارت پلٹ کر لاہور پر حملہ آور ہو گیا اور ہماری ساری کوشش ناکام ہو گئی۔ کشمیریوں کے جہادِ حریت میں اگرچہ پاکستان سے بھی بہت سوں نے وہاں جا کر جانیں دی ہیں' لیکن مصائب کا اصل پہاڑ تو کشمیریوں پر ٹوٹتا رہا ہے' عصمت دری تو ان کی عورتوں اور بیٹیوں کی ہوئی ہے' انہی کے گھروں کو مسمار کیا گیا ہے' انہی کی آبادیاں تھیں جو تھوک کے حساب سے جلا دی گئیں اور انہی کی دکانیں ختم ہوئی ہیں۔ میرے نزدیک پاکستان نے کشمیریوں سے گویا ۱۹۶۵ء کا بدلہ لیا ہے جبکہ انہوں نے پاکستان کی حمایت نہیں کی تھی۔

دوسرے یہ کہ اس وقت ایٹمی پروگرام کی بھی جو صورت بن چکی ہے نہایت مخدوش ہے۔ ہمارے خلاف بھرپور مقدمہ تیار ہو چکا ہے کہ دنیا میں جو بھی ایٹمی پھیلاؤ ہوا ہے پاکستان اس کا مرکز ہے۔ اور ہم نے اپنے ٹیلی ویژن پر اپنے سب سے بڑے ایٹمی سائنس دان سے اقرار کروا کر یہ الزام تسلیم بھی کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ ایران اور لیبیا نے بھی ہمارے خلاف چغلی کھائی ہے۔ تو اب ہمارے خلاف مقدمہ تیار ہے۔ اور ان کے پاس اس وقت سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پاکستان میں اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ مولوی برسر اقتدار آ جائیں۔ متحدہ مجلس عمل کو جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اور بڑی بڑی داڑھیوں اور پگڑیوں والے حضرات کی معتد بہ تعداد پاکستان کی

پارلیمنٹ میں پہنچ چکی ہے' جبکہ اس سے پہلے صرف دو تین ہوا کرتے تھے' تو اس سے انہیں خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ کسی مرحلے پر بھی حکومت غیر مستحکم ہو کر ان کے پاس جا سکتی ہے۔ مشرف کو مارنے کی دو مرتبہ نہیں کئی مرتبہ کوشش کی جا چکی ہے' لہٰذا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ یہ ایٹمی ہتھیار بنیاد پرستوں (ان کے بقول دہشت گردوں) کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ لہٰذا وہ چاہتے ہیں کہ اپنا ایٹمی پروگرام یا تو ہمارے حوالے کر دو یا ہمارا کنٹرول قبول کرو' تاکہ ہم کسی بھی وقت آ کر معائنہ کر سکیں کہ تم کوئی قابل اعتراض حرکت تو نہیں کر رہے ہو۔ اور اب یہ مطالبہ آئے گا کہ اس کو رول بیک کرو' کیپ کرو' ورنہ تمہارا حشر بھی وہی ہو گا جو افغانستان و عراق کا ہو چکا ہے۔

خود مشرف صاحب نے حالیہ علماء کنونشن میں کہا ہے کہ پاکستان پر حملہ بھی ہو سکتا ہے۔ ان کی ایک بات کی میں ہمیشہ تعریف کرتا رہا ہوں کہ یہ صاف گو انسان ہیں منافق نہیں ہیں' جو اُن کے دل میں ہوتا ہے کھل کر کہہ دیتے ہیں' البتہ ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ پاکستان کی نظریاتی بنیادوں سے واقف نہیں ہیں' وہ پاکستان کی وجہ جواز کو نہیں جانتے' لیکن پاکستان سے مخلص ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ مستحکم رہے۔ اور اس اعتبار سے وہ صاف گو ہیں۔ لہٰذا انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم پر حملہ ہو سکتا ہے' یہ نہ سمجھو کہ یہ کوئی بہت ہی بعید بات ہے۔ البتہ اب انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں جو یہ بات کہی ہے کہ ہم جان دے کر بھی ان کی حفاظت کریں گے' میں نے اس پر جمعۃ المبارک کے خطبے میں انہیں مبارک باد دی اور میں نے دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور پوری فوج کو استقامت عطا کرے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا معروضی حقائق بدل گئے ہیں؟ ہمارے دانشور اور کالم نویس یہ کہتے رہے ہیں کہ احمق لوگ ہیں جن کا موقف یہ ہے کہ ہمیں ڈٹ جانا چاہئے تھا جو زمینی حقائق سے واقف ہی نہیں ہیں۔ زمینی حقائق تو اب پہلے سے زیادہ خوفناک ہیں۔ یہ بھی مشرف صاحب کی ہمت ہے کہ اگرچہ خود ان کا مقصد پورا کر رہے ہیں لیکن ابھی تک انہوں نے امریکی افواج کو پاکستانی علاقے میں آپریشن کرنے کی اجازت نہیں دی' حالانکہ ان پر شدید دباؤ ہے۔

ایک بڑا امریکی اہلکار تو کہہ کر بھی گیا ہے کہ مشرف ابھی نہیں مانتے' لیکن مسکرا کر کہا کہ ''مان جائیں گے''۔ اس مسکراہٹ میں یہ پیغام مضمر تھا کہ ہم نے ذوالفقار علی بھٹو کو دھمکی دی تھی اور پوری کر کے دکھا دی تھی' لیاقت علی خان نے ہمارے نظام کو چیلنج کرنا چاہا تھا تو اس کا انجام تم خوب جانتے ہو۔ شاہ فیصل شہید نے ہمارے خلاف تیل کا ہتھیار استعمال کیا تھا' اُن کا حشر بھی تمہیں یاد ہے! تو ذرا ایک اور دھمکی دیں گے۔ ایک دھمکی میں اس نے پہلے بھی سر تسلیم خم کر دیا تھا تو دوسری دھمکی میں یہ بات بھی مان جائے گا۔ ع ''دھمکی میں مر گیا' جو نہ بابِ نبرد تھا!'' اللہ کرے ایسا نہ ہو' اللہ کرے کہ وہ ثابت قدم رہیں —— لیکن کیا آپ امریکہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ زمینی حقائق کو دیکھئے تو کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی' ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔

نجات کی واحد راہ: توبہ!

البتہ نجات کی ایک راہ ابھی کھلی ہوئی ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ﴾ (الزخرف:٨٤)

''اللہ وہ ہے جو آسمان میں بھی الٰہ ہے (معبود ہے' حاکم ہے) اور زمین میں بھی الٰہ ہے۔''

ایسا نہیں کہ زمین کا خدا کوئی اور ہے اور آسمان کا خدا کوئی اور۔ لیکن اس وقت امریکہ دعوے دار ہے کہ زمین کا خدا میں ہوں۔ گویا یہ دنیا میں نائب دجال کی حیثیت میں آ گیا ہے۔ جیسے امام خمینی نے کہا تھا کہ امام مہدی تو جب آئیں گے آئیں گے' کوئی نائب مہدی بھی کھڑا ہو اور کام کرے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے آپ کو نائب امام قرار دیا۔ تو یہ دجال کا نائب ہے جو پوری زمین پر قبضہ کرنے کے ارادے سے سامنے آ گیا ہے۔ لہٰذا چونکہ اللہ ہی آسمانوں کا بھی خدا ہے اور زمین کا بھی' تو اس کی مدد کو پکارو' وہ مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ غیر مرئی ذریعوں سے تمہاری مدد ہو گی' فرشتے تمہاری مدد کو آئیں گے' اللہ تعالیٰ معجزے دکھا کر بھی تمہیں بچائے گا' بشرطیکہ

ثابت قدم رہو۔ لیکن اللہ کی امداد کے حصول کے لئے ایک لازمی شرط ہے اور اس کا نام ہے ''توبہ'' کہ پلٹو اللہ کی طرف! تم نے پاکستان کی منزل بھلا دی تھی' اسے دوبارہ یاد کرو۔ پاکستان کے مقصد کو پورا نہیں کیا تھا اب اس کا کم سے کم آغاز کر دو! مجھے اُمید ہے کہ محض آغاز پر بھی اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اسلام ایک دم نافذ کر دو' پوری شریعت ایک دم نافذ کر دو' میں بھی مانتا ہوں کہ یہ ایک دم ہونے والی بات نہیں ہے۔ لیکن ایک عزم صادق کے ساتھ آغاز تو کرو۔ اللہ تعالیٰ توبہ کو reciprocate کرتا ہے۔ یعنی اللہ اور بندے کے مابین توبہ کا معاملہ دوطرفہ ہوتا ہے۔ بندے بھی توّاب بھی ہوتے ہیں اللہ بھی توّاب ہے۔ بندے اس کی طرف پلٹتے ہیں تو اللہ بھی پلٹتا ہے۔ بندے اپنے گناہ اور عصیان کی وجہ سے اللہ سے رخ موڑ لیتے ہیں تو اللہ بھی ان کی جانب سے رُخ موڑ لیتا ہے۔ بندے اللہ کی طرف دوبارہ متوجہ ہو جائیں تو اللہ بھی اپنی رحمت کے ساتھ دوبارہ متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی شان کیا ہے؟ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے:

((اِنْ تَـقَـرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ' وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً)) (متفق علیه)

''میرا بندہ اگر میری طرف بالشت بھر آئے مَیں ہاتھ بھر آؤں گا' اگر وہ ہاتھ بھر آئے تو میں بازو بھر آؤں گا اور اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر آؤں گا''۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوطرفہ معاملہ۔

حکومت کی سطح پر توبہ

اب حکومت کی سطح پر توبہ کا آغاز کیا ہے؟ پاکستان کے دستور میں قراردادِ مقاصد پہلے ایک دیباچے کی شکل میں تھی اور اب وہ دفعہ ۲۔الف کی حیثیت سے دستور کا حصہ بن چکی ہے۔ پھر ایک موقع پر دفعہ ۲۲۷ آئی تھی جس کے الفاظ ہیں:

"No Legislation will be done repugnant to the Quran and Sunnah"

یعنی ''پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف نہ کوئی قانون نافذ رہے گا نہ مزید بنے گا''۔
گویا existing قوانین بھی اگر خلافِ شریعت ہیں تو انہیں ختم کیا جائے گا اور مزید قانون سازی بھی قرآن و سنت کے خلاف نہیں کی جائے گی ـــــــ لیکن ایک چور دروازہ ایسا کھلا ہوا ہے کہ دونوں آرٹیکل غیر مؤثر (defunct) ہیں۔ قراردادِ مقاصد کو ہمارے جسٹس نسیم حسن شاہ صاحب نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ بھی باقی دفعات کی طرح دستور کی بس ایک دفعہ ہے' دستور کی باقی دفعات کے اوپر حاکم تو نہیں ہے۔ لہٰذا یا تو اس کے ساتھ اضافہ کیا جائے کہ:

Not withstanding anything against it.

یعنی قراردادِ مقاصد (دفعہ ۲۔الف) پورے دستور پر حاوی رہے گی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا' بلکہ ایک مزید چور دروازہ فراہم کر دیا گیا کہ دفعہ ۲۲۷ کو اسلامی نظریاتی کونسل کے ساتھ نتھی کر دیا کہ وہ جن قوانین کو خلافِ شریعت سمجھے گی اُن پر مسلسل غور کرتی رہے گی اور مسلسل رپورٹیں پیش کرتی رہے گی۔ لیکن اس سے آگے کچھ صراحت نہیں کہ ان رپورٹوں کا حشر کیا ہوگا۔ اس کونسل پر مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے' کیونکہ پاکستانی خزانہ مسلمانوں کا ہی ہے۔ اس کونسل نے جتنی سفارشات بھی پیش کیں ان میں سے آج تک ایک کی بھی تنفیذ (implementation) نہیں کی گئی' ان سفارشات اور رپورٹوں کے مسودات سے وزارتِ قانون' وزارتِ داخلہ' وزارتِ مذہبی امور اور وزارتِ مالیات کی الماریاں بھری پڑی ہیں۔ تو پہلا کام یہ ہو جانا چاہئے کہ دستور میں موجود اِس چور دروازے کو بند کر دیا جائے' تاکہ اصلاح کا مرحلہ شروع ہو جائے۔

ضیاء الحق صاحب نے فیڈرل شریعت کورٹ کے نام سے ایک بہترین ادارہ قائم کیا تھا کہ کسی قانون کے خلافِ شریعت ہونے کے بارے میں عدالت فیصلہ کرے گی۔ اس صورت میں ہر شخص عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے کہ فلاں قانون اسلام کے خلاف ہے' اسے ختم کرو۔ اب اگر شریعت کورٹ اسے کتاب وسنت کے منافی قرار

دے دیتی ہے تو اسے اختیار ہوگا کہ وہ اسے ختم کر دے۔ البتہ اگر وہ قانون مرکزی حکومت سے متعلق ہوگا تو اسے مہلت دے گی کہ اتنے مہینوں کے اندر اندر اس قانون کا کوئی بدل بنالو ورنہ فلاں تاریخ سے یہ دفعہ ساقط ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر وہ معاملہ صوبائی حکومت سے متعلق ہوگا تو یہ نوٹس صوبائی حکومت کو چلا جائے گا اور مہلتِ مدت گزرنے کے بعد وہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ لیکن ضیاء الحق صاحب نے ساتھ ہی شریعت کورٹ کو دو ہتھکڑیاں بھی پہنا دیں اور دو بیڑیاں بھی ڈال دیں' کہ دستورِ پاکستان اُس کے دائرے سے خارج ہے' عائلی قوانین اُس کے دائرہ کار سے خارج ہیں' کریمینل اور سول کوڈ بھی اُس کے دائرے سے خارج ہیں اور مالی معاملات بھی دس سال کے لئے اُس کے دائرے سے خارج ہیں۔ دس سال کی مدت چونکہ ٹائم بم کی طرح تھی لہٰذا وہ پھٹ گئی اور ہماری شرعی عدالت نے بینک انٹرسٹ کو ''ربا'' قرار دے کر حرام قرار دے دیا۔ لیکن دس سال کے بعد اس کا جو حشر ہوا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ کم سے کم ۱۵ سال کی مشقت اور محنت کو ایک فیصلے نے صفر کر دیا۔ وفاقی شرعی عدالت کے ایک جج تقی عثمانی صاحب کو بھی نکال کر باہر پھینک دیا گیا کہ شریعت کے معاملے میں یہ ایک روڑا ہے جو چبایا نہیں جا سکے گا۔ اس کے بعد دو جج اور لائے گئے لیکن گمانِ غالب ہے کہ ان سے پہلے ہی وعدہ لے لیا گیا کہ تم بینک انٹرسٹ کو سود نہیں کہو گے' تب ان سے حلف اٹھوایا گیا (واللہ اعلم!)۔ تو پہلے نمبر پر یہ ضروری ہے کہ دفعہ ۲۲۷ کو قراردادِ مقاصد کے ساتھ نتھی کر دیا جائے' یعنی ۲۔اے کے بعد ۲۔بی کر دیا جائے' تا کہ معلوم ہو کہ قراردادِ مقاصد میں جو کچھ لکھا گیا ہے یہ اس کی تنفیذ کا ذریعہ ہے۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل (Council of Islamic Idealogy) کو چاہے ختم کر دیا جائے چاہے اسے اپنے لئے سفارشات حاصل کرنے کے لئے باقی رکھا جائے' لیکن فیڈرل شریعت کورٹ کی یہ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دی جائیں۔ اس لئے کہ اسلام مکمل نظامِ حیات ہے' اس کے حصے بخرے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں اس طرزِ عمل پر شدید وعید وارد ہوئی ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ﴾ (البقرۃ:۸۵)

''کیا تم کتاب (اور سنت) کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو رد کرتے ہو؟ تو تم میں سے جو کوئی بھی یہ حرکت کرے گا اس کی سزا کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں وہ رسوا کر دیئے جائیں اور آخرت میں انہیں شدید ترین عذاب میں جھونک دیا جائے''۔

کیونکہ اس طرح تو وہ منافق ہوئے! شریعت کے ایک حصے کو ماننا اور ایک کو نہ ماننا منافقت ہے اور منافقین کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء:۱۴۵)

''یقیناً منافقین آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے''۔

مزید برآں شریعت کورٹ کے ججوں کا سٹیٹس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے برابر رکھا جائے۔ کسی جج کو معطل نہیں کیا جا سکتا' چاہے ہائی کورٹ کا جج ہو یا سپریم کورٹ کا' ایک دفعہ کوئی جج بن گیا ہے تو چاہے وہ حکامِ بالا کی پسند کے خلاف فیصلہ دے دے اسے نکالا نہیں جا سکتا' اس سے تقی عثمانی جیسا سلوک نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اس کے فیصلوں کے ضمن میں ریویو کی گنجائش کشادہ رکھی جائے پھر شریعت کورٹ کے ججوں کی تنخواہیں اور مراعات بھی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے برابر کر دی جائیں۔ یہ کام اگر ہو جائے تو یوں سمجھئے حکومتی اور ریاستی سطح پر ''توبہ'' کا آغاز ہو جائے گا۔ ہم نے نواز شریف کے زمانے میں سود کے خلاف ایک مہم چلائی تھی۔ میاں محمد شریف' نواز شریف' شہباز شریف اور عباس شریف چاروں ''شرفاء'' دو مرتبہ میرے پاس تشریف لائے اور پکا قول وقرار کر کے گئے کہ ہم سود کو ختم کریں گے۔ میاں شریف صاحب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ چھ مہینے کے اندر اندر سود کو ختم کرو۔ اگرچہ میں نے کہا تھا کہ ایک سال کی مہلت بھی ٹھیک ہے' لیکن انہوں نے کہا نہیں' ہمیں صرف چھ مہینے میں اسے ختم کرنا ہے۔ لیکن ختم کیا کرنا تھا' اس مسئلے کا تو بیڑا ہی غرق کروا دیا۔

عوام کی سطح پر توبہ

دوسری توبہ عوام کی سطح پر ہے۔ عوام انفرادی سطح پر توبہ کریں، حرام سے اجتناب اور حلال پر اکتفا کا فیصلہ کریں، فرائض کی ادائیگی کا فیصلہ کریں، بے حیائی، بے شرمی، فحاشی، عریانی سے بچیں اور اس مغربی تہذیب کو مکمل طور پر چھوڑ دیں۔ مولانا ظفر علی خان کا بڑا پیارا شعر ہے۔

تہذیبِ نو کے مُنہ پہ وہ تھپڑ رسید کر
جو اِس حرام زادی کا حلیہ بگاڑ دے!

آپ میں سے کتنے لوگ ہیں جو یہ سب کرنے کو تیار ہوں؟ کتنے لوگ ہیں جو اپنے ہاں شرعی پردہ نافذ کریں؟ کتنے لوگ ہیں جو اپنی آمدنی کے اندر سے سود کو نکال باہر کریں؟ لیکن یہ سب کرنا ہوگا۔ یہ انفرادی توبہ کریں گے تو اللہ سے دعا کرنے کا مُنہ بھی ہوگا کہ اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں، اے اللہ! اس توبہ کو قبول فرما! اے اللہ! میں درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں مہلت دے۔ میرے نزدیک ہمارے پاس اس وقت زیادہ سے زیادہ دو یا اڑھائی سال کی مہلت ہے، فیصلے کی آخری گھڑی آ چکی ہے، درخت کی جڑ پر کلہاڑا رکھا جا چکا ہے۔ ہمارے خاتمے کی اُلٹی گنتی شروع کی جا چکی ہے۔ لیکن ابھی ایک راستہ کھلا ہے، ابھی مہلت ہے، لیکن یہ مہلت توبہ کے بغیر سودمند نہیں ہوگی۔ مزید یہ کہ اس ملک کے عوام اپنے آپ کو اقتصادی پابندیوں (Sanctions) کے لئے تیار کریں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ امریکہ پاکستان پر براہِ راست حملہ کرنے کی جرأت کرے۔ اس لئے کہ امریکہ کی تو فوج خود ہی حکومت کو جواب دے چکی ہے کہ ہمارا معاملہ بہت زیادہ out-stretched ہو گیا ہے اور اب ہم فوری طور پر کسی اور ملک میں فوجی کارروائی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ امریکہ کو جو اپنے اوپر زعم تھا کہ "We can do it alone" وہ سب خاک میں مل گیا ہے۔ اب امریکہ دوسرے ملکوں سے ہاتھ جوڑ کر کہہ رہا ہے کہ خدا کے لئے ہمارا ساتھ دو! تم افغانستان میں ہماری

مدد کو آ گئے تھے تو اَب عراق میں بھی آ جاؤ۔ اب وہ گویا اپنا تھوکا ہوا چاٹ رہا ہے۔ لیکن یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری ایٹمی صلاحیت کو نقصان پہنچائے' اور مشرف نے بھی یہ کہا ہے' کیونکہ اب ان کے علم میں آ چکا ہے کہ یہ ایٹمی ٹیکنالوجی کہاں ہے' ہم جانتے ہوں نہ جانتے ہوں وہ جانتے ہیں۔ تو اگر کچھ میزائل صحیح نشانے پر پڑ گئے تو سب ختم ہو جائے گا۔ تقریباً تیس سال پہلے عراق کے ایٹمی پلانٹ کو اسرائیلی جہازوں نے بمباری کر کے تہس نہس کر دیا تھا۔ اس کی پشت پر اُس وقت سعودی عرب بھی تھا۔ چنانچہ اسرائیلی جہازوں کو مزید پٹرول سعودی عرب کی فضا میں فراہم کیا گیا تھا۔ بہر حال امریکہ اور اقوام متحدہ ہم پر پابندیاں لگائیں گے۔ سختی آئے گی' غربت آئے گی اور فاقے بھی آ سکتے ہیں' لیکن کوئی قوم اِن سختیوں سے گزر کر ہی دنیا میں سر اونچا کر کے رہ سکتی ہے' ورنہ ہمیں بھارت کے سامنے سر جھکانا پڑے گا۔

بھارت کی جانب سے محبت کی پینگیں!

اس ضمن میں خاص طور پر ایک نکتہ اور جان لیجئے کہ بھارت کی طرف سے پچھلے دو تین سالوں سے جو باتیں سننے کو مل رہی ہیں اس سے قبل کے پچاس سالوں میں وہ باتیں کبھی سننے میں نہیں آئیں۔ کیا کبھی کسی نے کہا تھا کہ یہ لکیر (باؤنڈری) اٹھا دینی چاہئے؟ یا کسی نے کہا تھا کہ کنفیڈریشن بن جانی چاہئے؟ لیکن اب ان کے حوصلے بڑھ رہے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان اب بین الاقوامی حالات کے شکنجے میں آ چکا ہے' پاکستان کے خاتمے کا امکان موجود ہے۔ لہٰذا ان کا اب آخری ہتھیار آ رہا ہے کہ دشمن کو گڑ دے کر مارو۔ اب وہ محبت کے راگ الاپ رہے ہیں کہ ہم تو ایک تھے' ہمیں تو انگریزوں نے لڑوایا تھا' لہٰذا ہمیں پھر سے ایک ہو جانا چاہئے۔ مشرقی پنجاب کا سکھ وزیر اعلیٰ یہاں آ کر یہ کہہ گیا ہے کہ پاکستانی پنجاب کو بھارتی پنجاب سے مل جانا چاہئے' ہماری بولی ایک ہی ہے' صرف رسم الخط کا فرق ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ پاکستان اس پنجاب سے دستبردار ہو جائے اور اسے اپنے ملک سے کاٹ کر اور مشرقی

پنجاب سے جوڑ کر ایک ملک بنا دے۔ سوچئے یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ سونیا گاندھی نے صاف کہا تھا ہم پاکستان کو تمدنی اور ثقافتی لحاظ سے تو فتح کر ہی چکے ہیں۔ کراچی میں ویڈیوز کی دکانیں جا کر دیکھ لو' وہ انڈین فلموں کی ویڈیوز سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ ان کی ثقافتی فتح ہے۔ اب صحافیوں کے طائفے آ رہے ہیں' پارلیمنٹ کے ممبران کے طائفے اور وفود آ رہے ہیں' دانشور چلے آ رہے ہیں۔ یہ سب محبت کا راگ الاپتے ہوئے آ رہے ہیں۔

ہم مانتے ہیں محبت بڑی اچھی چیز ہے اور محبت کا جواب محبت سے دیا جانا چاہئے' لیکن بحالاتِ موجودہ یہ محبت ہمارے لئے خودکشی کا ذریعہ ہے۔ ہماری مثبت بنیاد اور وجہ جواز تو پہلے ختم ہو چکی ہے' ایک دوسری منفی بنیاد ہندو کا خوف تھی' اگر وہ بھی ختم ہو جائے تو پھر پاکستان کی بقا کے لئے تو کوئی بنیاد بھی باقی نہیں رہے گی! اسے تو پھر بھارت کھینچ کر لے جائے گا۔ بھارت بہت بڑا ملک ہے' اس کے وسائل بہت زیادہ ہیں' اگرچہ اس کے مسائل بھی ہم سے دس گنا زیادہ ہیں' لیکن اس نے ایک ایسا دستوری نظام بنایا ہوا ہے کہ وہاں آج تک مارشل لاء نہیں لگا۔ ایک سال کے لئے ایمرجنسی لگی تھی اور وہ بھی دستور کے اندر تھی۔ ہندوستان میں آج تک کوئی ایک قدم بھی بالائے دستور نہیں اٹھایا گیا۔ تو اُس کا دستوری نظام بہت مستحکم ہے۔ انہوں نے پہلے دن سے ہی جاگیرداری ختم کر دی تھی' چنانچہ وہاں کی سیاست عوام کے ہاتھ میں ہے' وہاں کوئی جاگیردار نہیں ہے۔ انہوں نے ریاستیں ختم کیں اور جاگیردار ختم کئے۔ اب وہاں عوام کی طاقت ہے۔ اس حوالے سے اس وقت پاکستان کے لئے ہندوستان کی محبت کے نغمے "kiss of death" یا "embrace of death" کے مترادف ہیں۔

ہندوؤں کے بارے میں مشہور ہے (معلوم نہیں وہ مائیتھالوجی ہے یا حقیقت) کہ وہ یہودیوں کی طرح اپنے دشمن کو زیر کرنے کے لئے خوبصورت عورتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن ان کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ خوبصورت دوشیزاؤں کو سنکھیا دیتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا کر کے اس کی مقدار کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں جس سے ان کے اندر

مزاحمت کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زہر اُن کے لئے مہلک نہیں رہتا' لیکن اس طرح اُن کا خون زہر کا بہتا ہوا دریا بن جاتا ہے۔ تو جو بھی اُن دوشیزاؤں سے اختلاط کرتا ہے زہر اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ ان دوشیزاؤں کو وہ ''وِش کنّیا ئیں'' کہتے ہیں' یعنی زہریلی دوشیزائیں۔ یہودی بھی مسلمان نوجوانوں کو خوبصورت جوان لڑکیاں پیش کر کے انہیں اُن کے دامِ محبت میں گرفتار کر لیتے ہیں اور ان کے ذریعے سے اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔ شاہ فیصل کو شہید کرنے والا ان کا اپنا بھتیجا تھا جو ایک یہودی لڑکی کے دامِ محبت میں گرفتار تھا اور وہ یہودی لڑکی اس کے سر پر سوار تھی۔ میں نے اس کا فوٹو دیکھا ہے کہ وہ لڑکی اس کے کندھے پر سوار ہے۔ چنانچہ اس وقت بھارت کی محبت کا معاملہ پاکستان کے حق میں انتہائی خطرناک ہے۔ ہاں' اگر ہم نے یہاں اسلام نافذ کیا ہوتا تو محبت کے علمبردار سب سے بڑھ کر ہم ہوتے اور ہم ایک پیغامِ ہدایت لے کر ان کے پاس جاتے۔ اور سلامتی و اسلام کا پیغام لے کر جانے والے مخلص ہونے چاہئیں' لوگوں کے ہمدرد اور اُن سے محبت کرنے والے ہونے چاہئیں کہ وہ ہم سے نفرت کریں اور ہم محبت کریں' وہ پتھر ماریں اور ہم پھول پیش کریں۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام ؓ کا یہی رویہ تھا۔ اگر ہم نے پاکستان کی تعمیر اُس کی نظریاتی بنیادوں پر کی ہوتی تو محبت کے پیغام بر بن کر ہم جاتے' لیکن اب' جبکہ ہماری کوئی بنیاد ہی نہیں ہے' تو وہ محبت تو ہمیں کھینچ کر لے جائے گی۔

حاصل کلام

بہرحال جیسا کہ میں نے عرض کیا' توبہ کے ذریعے سے نجات کی راہ کھلی ہے۔ لہٰذا حکومت کی سطح پر توبہ کا آغاز ہو جائے اور انفرادی سطح پر توبہ کی جائے اور اللہ کی رحمت کو پکارا جائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہمیں بھی مہلت مل جائے گی جیسے قومِ یونسؑ کو عذابِ استیصال کے بادل چھا جانے کے باوجود مہلت دے دی گئی تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا معاملہ انبیاء اور رُسل کی تاریخ میں ایک استثناء ہے۔ سورۂ یونس کی آیت

۹۸ میں فرمایا گیا: ﴿فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا﴾ ''کیوں نہ ہوئی کوئی ایسی بستی جو ایمان لے آتی تو اسے اس کا ایمان نفع دیتا؟'' مراد یہ ہے کہ جب اللہ کے عذاب کے آثار شروع ہو جائیں تو توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے' پھر توبہ کام نہیں آتی' بلکہ عذابِ الٰہی آ کر رہتا ہے۔ آگے فرمایا: ﴿اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ﴾ ''سوائے قوم یونس کے''۔ یہ مہلت قومِ نوح' قومِ لوط' قومِ صالح وغیرہم کو نہیں ملی' صرف قومِ یونسؑ کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے کفر اور عناد سے مشتعل ہو کر قبل از وقت قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے' جبکہ ابھی اللہ کی اجازت نہیں آئی تھی۔ اُن کے جانے کے بعد جب عذابِ الٰہی کے آثار شروع ہوئے تو قوم سمجھ گئی کہ یونسؑ جو کہتے تھے ٹھیک کہتے تھے۔ لہٰذا وہ اپنی آبادی سے نکل کر جنگل میں جمع ہو گئے اور چیخ چیخ کر اللہ سے توبہ کی کہ اے اللہ! ہم تیرے نبی یونسؑ کے راستے پر واپس پلٹ آئے ہیں' ہمیں ایک مہلت دے دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی۔ ﴿لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ ''جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دنیا کے اندر عذابِ رسوائی کو اُن سے دُور کر دیا اور انہیں ایک مہلتِ مزید عطا کر دی''۔ دیکھئے یہ واقعہ کیوں ہوا تھا؟ اسے جان لیجئے! رسول اور قوم کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ رسول اپنی قوم کو اللہ کی اجازت کے بغیر چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام سے یہ خطا ہو گئی کہ وہ اپنی قوم کو اُن کی نابکاری کی وجہ سے غصے میں آ کر چھوڑ کر چلے گئے۔ لہٰذا یہ debit اس قوم کے حق میں credit ہو گیا۔ جیسے جدید اکاؤنٹنگ کا ایک اصول ہے:

"For every credit entry there should be a corresponding debit entry."

تو وہ چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کا debit تھا اس لئے ان کو سزا ملی کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں گئے۔ وہاں انہوں نے دعا کی کہ: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''(اے اللہ!) نہیں کوئی معبود سوائے تیرے' تو پاک ہے' یقیناً میں ہی ظالموں میں سے ہوں''۔ پھر اللہ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور انہیں صحت

دی اور دوبارہ اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ تو ان کا ڈیبٹ قوم کے حق میں کریڈٹ ہو گیا کہ عذاب کے آثار شروع ہونے کے بعد بھی اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ مجھے یہ امید ہے کہ اگر پاکستانی اب بھی تمام شرائط کے مطابق توبہ کریں تو عذابِ الٰہی ٹل سکتا ہے۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنی اصل منزل کی طرف گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے جس کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا اور اس مقصد کی طرف پیش قدمی کا عزم عطا فرمائے جو علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح نے بیان کیا تھا اور جس کے لئے مسلم عوام اور مسلمانوں کے علماء و مشائخ نے ساتھ دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بھولا ہوا سبق یاد دلائے اور اس کی طرف پیش قدمی کی مہلت اور ہمت دے! اس ضمن میں سورۃ آلِ عمران کی آیت ذہن میں رکھئے: ﴿اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ﴾ ''(دیکھو مسلمانو!) اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا''۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ امریکہ کیا امریکہ کا باپ بھی غالب نہیں آ سکتا۔ لیکن آگے فرمایا: ﴿وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ﴾ ''لیکن اگر اللہ ہی تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے گا؟''
پھر اگر اللہ کے فضل و کرم سے حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر ''توبہ'' کا یہ عمل خلوصِ قلب کے ساتھ شروع ہو جائے تو امید واثق ہے کہ مشیت ایزدی اور حکمتِ خداوندی میں جو رول عالمی غلبۂ دین کے سلسلے میں تفویض کیا گیا تھا اس کی جانب پیش قدمی شروع ہو جائے گی۔ پاکستان میں نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گا جس میں لامحالہ افغانستان بھی شامل ہو جائے گا' اس لئے کہ افغانوں کے بارے میں جو حکم ابلیس نے اپنے کارندوں کو دیا تھا یعنی: ''افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج ملاّ کو اُن کے کوہ و دمن سے نکال دو!'' اس پر عمل نہ آسمان سے برسنے والے ڈیزی کٹر بموں سے ہو سکا ہے نہ زمینی تاخت و تاراج سے!
پھر جب ایک جانب ہم بھارت کی جانب اسلام کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی نظامِ عدل و قسط کے ذریعے' اور خلوص و محبت کے جذبات کے ساتھ بڑھیں گے تو ایک

جانب' اِن شاء اللہ العزیز' شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی پیشین گوئی کے مطابق ہندوستان کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی اکثریت اسلام قبول کر لے گی۔ اور دوسری جانب جب سرزمین عرب میں حضرت مہدی سلامٌ علیہ کا ظہور ہوگا تو ہماری فوجیں اُن کی حکومت کو مستحکم کرنے کے لئے جائیں گی —— بقول علامہ اقبال ۔

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں

کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں

یعنی جب وقت کے مجدّد کا ظہور دشتِ حجاز میں ہوگا تو امدادی قافلہ (یعنی فوجیں) اس دُور دراز کی وادی یعنی وادیٔ سندھ سے جائیں گی (واضح رہے کہ وادیٔ سندھ میں موجودہ پورے پاکستان پر مستزاد کوہِ ہندوکش کی مشرقی ڈھلوانوں تک کا پورا علاقہ شامل ہے' اس لئے کہ وہاں کے سارے دریا بھی دریائے سندھ ہی میں شامل ہوتے ہیں!) —— اور جب حق و باطل کے آخری معرکے یعنی مسیح الدجال کی قیادت میں یہودی کھلی جنگ کے لئے عالم اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمانوں پر اللہ کی رحمت کے مظہر اور اُن کے مددگار حضرت مسیح ابن مریمؑ نازل ہوں گے تب بھی خراسان کے علاقے سے فوجیں جائیں گی جو اُن کے ساتھ جنگ میں حصہ لیں گی اور حضرت مسیحؑ بنفس نفیس دجّال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد عیسائیت اسلام میں مدغم ہو جائے گی اور یہودیوں کی ایک قدرِ قلیل تعداد کے علاوہ جو حضرت مسیحؑ پر ایمان لے آئیں' باقی ان کی عظیم اکثریت قوم نوحؑ' قومِ ہودؑ' قومِ صالحؑ وغیرہ کے مانند ہلاک کردی جائے گی —— اور یہودیوں کا عارضی عظیم تر اسرائیل ان کے مستقل عظیم تر قبرستان کی شکل اختیار کر لے گا —— اور پھر نبی اکرم ﷺ کی پیشینگوئیوں کے مطابق نظامِ خلافت علیٰ منہاج نبوت پورے عالم ارضی پر قائم ہو جائے گا ——

لیکن اگر پاکستان میں حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر ''توبہ'' کے تقاضے پورے نہ ہوئے تو یہ بارگاہِ الٰہی سے مخذول اور مردود ہو جائے گا —— اور اللہ وہی کرامات جو پاکستان کو عطا کی گئی تھیں' کسی اور ملک یا قوم کو عطا کر کے ان کے ذریعے اپنا اوپر بیان

کردہ ایجنڈا مکمل کروالے گا —— گویا جو پیشگی وارننگ اہل عرب کو سورۂ محمد ﷺ میں دی گئی تھی یعنی: ''اِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ'' —— ''اگر تم ہمارے عائد کردہ فرائض سے روگردانی کرو گے تو اللہ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو لے آئے گا'' —— اور پاکستان یا حصے بخرے ہو کر رہ جائے گا —— یا بھارت کے سامنے الفاظ قرآنی: ''یُعۡطُوا الۡجِزۡیَۃَ عَنۡ یَّدٍ وَّھُمۡ صٰغِرُوۡنَ'' (التوبۃ: ۲۹) کا مصداق بن جائے گا۔ اعاذنا اللّٰہ من ذٰلك!

میرا اوڑھنا بچھونا قرآن ہے۔ میری سوچ' میرے تجزیوں اور مستقبل کے جائزوں کی بنیاد صرف کتاب اللہ اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری مساعی کو بھی شرفِ قبول عطا فرمائے اور ہماری حکومت اور عوام کو بھی خالص توبہ (توبۃ النَّصوح) کی توفیق عطا فرمائے! آمین یا ربّ العٰلمین!

بارك الله لی ولکم فی القرآن العظیم ونفعنی وایاکم بالآیات والذکر الحکیم

بانیٔ تنظیم اسلامی ——— اور ——— داعیٔ تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد
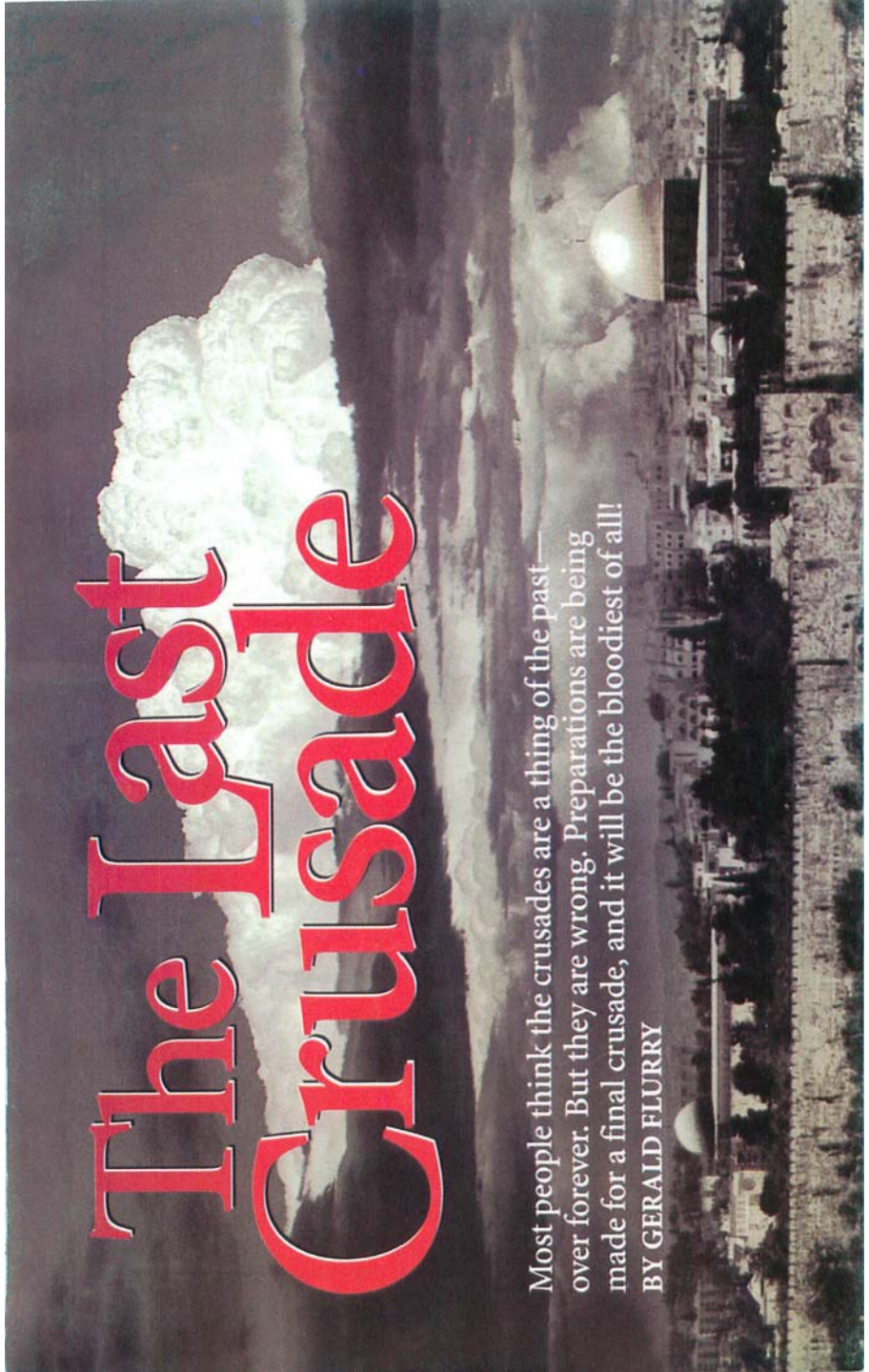
کی اس تقریر میں جو آپ نے ابھی پڑھی ہے صرف وطن عزیز اور سلطنت خداداد پاکستان کے ماضی، حال اور مستقبل سے بحث کی گئی ہے ——— ڈاکٹر صاحب کی ایک اور تقریر جس کا عنوان

موجودہ عالمی حالات میں اسلام کا مستقبل

ہے، موجودالوقت عالمی حالات کا تجزیہ کرتی ہے، جس میں اوّلاً بلند ترین سطح پر دنیا کے یک قطبی (UNIPOLAR) ہو جانے کے خطرات و خدشات، ثانیاً موجودہ عالمی تہذیب و تمدن کے تین ملحدانہ، مشرکانہ اور کافرانہ غلاف، یعنی: (۱) ریاستی اور سیاسی سطح پر سیکولرزم اور انسانی حاکمیت کا اصول، (۲) معاشی میدان میں سود اور جوئے کے تانے بانے پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام، اور (۳) شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تصورات سے مبرّا مخلوط معاشرت، آزادانہ جنسی تلذذ پرستی، بشمول ہم جنسی اختلاط یہاں تک کہ ہم جنس شادیاں اور عورت اور مرد کے مابین کامل مساوات کے ذریعے خاندانی نظام کی تباہی سے بحث کی گئی ہے ——— اور آخر میں ان سب کے نیچے خفی اور خفیہ انداز میں یہودیوں اور عیسائیوں کے نہایت مؤثر طبقات بالخصوص WASP یعنی وہائٹ اینگلو سیکسن پراٹسٹنٹس کا مشترکہ ایجنڈا، اور مبیّنہ طور پر کیتھولک عیسائیوں کا پروگرام کہ فلسطین میں ایک رومن کیتھولک ریاست قائم کی جائے، ان جملہ حقائق کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ تقریر بھی عنقریب کتابچے کی شکل میں شائع ہو جائے گی ——— انتظار فرمایئے!

(نوٹ: اوپر جو آخری بات کہی گئی ہے اس کی گواہی کے طور پر موجودہ کتابچے کے پچھلے کور پر امریکہ کے انتہا پسند پراٹسٹنٹ عیسائیوں کے جریدے THE PHILADELPHIA TRUMPET کے ایک مضمون کے عنوان کا عکس شائع کیا جا رہا ہے!)

ناظم مکتبہ انجمن خدام القرآن ...... لاہور

The Last Crusade

Most people think the crusades are a thing of the past—over forever. But they are wrong. Preparations are being made for a final crusade, and it will be the bloodiest of all!

BY GERALD FLURRY